

يَآيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط الاحزاب پ ۲۲ ع ۸

جی ہاں!

عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے

مؤلف

خادم علماء حق

مشتاق احمد جتوئی لاڑکانوی

ایم اے اسلامک کلچر

کتاب کا نام: جی ھاں عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے
یہ کتاب حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن سومرو صاحب
مدظلہ کے حکم سے شایع ہوا
کمپوزنگ: اسلامک کمپیوٹر کپوزنگ سینٹر حیدر آباد
قیمت:
اشاعت اول:
سن اشاعت : ۸ صفر المظفر سنہ ۱۴۳۱ھ ۲۵ جنوری ۲۰۱۰ء
ناشر: جامعہ مظہریہ حسینیہ جنھان سومرو حیدرآباد سندہ

ملنے کا پتہ:

ناشر ادارہ اور مکتبہ دارالخیر چھوٹکی گھٹی حیدرآباد
مکتبہ الاصلاح مارکیٹ ٹاور حیدرآباد
مکتبہ کتاب گھر بیراج روڈ سکھر
عبداللہ بوک اسٹور بندر روڈ لاڑکانہ سندہ
دفتر ماہنامہ حق چاریا متصل جامع
مسجد میاں برکت علی مدینہ بازار
ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
سُنی اکیڈمی عقبہ مدنی جامع مسجد چکوال پاکستان

ناشر:

شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام حسین صاحب

ناظم ومدرس مدرسہ ھذا جامعہ مظہریہ جنہان سومرو حیدر آباد سندھ

ناشر کی طرف سے چند الفاظ

الحمدللہ ادارہ جامعہ مظہیریہ حسینیہ جنہان سومرو کی طرف سے اشاعت دین شروع سے ہی جاری وساری ہے لیکن تصانیف کا آغاز اس کتاب سے کررہے ہیں جو برادرم مولانا مشتاق احمد جتوئی صاحب نے دوغیر مقلد مولویوں کے رد میں لکھی ہے، ایک ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور دوسرے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ہیں ان دونوں حضرات نے مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کے رسالہ خواتین کا طریقۂ نماز کے خلاف دو کتابیں شایع کیں ایک، مرد وزن کی نماز۔

کیا خواتین کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟

اور دوسری، کیا عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟

ان دونوں کا ایک ہی جواب ہے ''جی ہاں عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے۔

اس کتاب کی تصحیح میں مؤلف کی معاونت کرنے والوں میں سرفہرست حضرت مولانا مفتی رفیع احمد صاحب مدظلہ خطیب و مدرسہ جامع مسجد میر کرم علی صا[illegible] بازار حیدرآباد ہیں اور دوسرے حضرت مولانا محمد قاسم صاح[illegible]ظلہ خطیب ومدرس جامع مسجد مخدوم بلال قاسم آباد حیدرآ[illegible]ور تیسرے مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ مدرس مدرسہ ھذا [illegible] اور مؤلف کی ہمت افزائی کرنے والوں میں سے

قابل داد دینے والی شخصیت حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب مدظلہ عالیہ خطیب ومدرس جامع مسجد اللہ والی بندر روڈ سکھر ہیں مؤلف کی طرف سے موصوف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔کہ انہوں نے اس کار خیر میں بہت ہمت افزائی فرمائی ہے۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء

نوٹ: کتاب ھذا میں اگر کوئی کمپیوٹر کی وجہ سے غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں جزاک اللہ۔

فقیر غلام حسین

بمطابق ۸ صفر المظفر سنہ ۱۴۳۱ھ

۲۵ جنوری ۲۰۱۰ع

تقریظا

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والے سلسلہ، چشتیہ، امدادیہ، مدنیہ۔ کے شیخ ہیں۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ جیسا کہ دین کی بنیاد فقہ القرآن والحدیث ہے کہ جس سے فرق مراتب ہے اور تفقہ فی الدین کا کمال علم کے مرتب علیا کی دلیل ہے قرون اولیٰ مشہود لہا بالخیرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جن کی اتباع کا حکم رب العزت نے قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرمایا ہے، والذین اتبعواھم باحسان رضی اللہ عنہم ورضو عنہ یہ امر بدیہی اور غیر مختلف فیہ تھا دین کی مضبوط بنیادوں کو ہلانے کیلئے سازشی ٹولہ نے کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس ہستیوں پر انگلیاں اٹھائیں اور کبھی اس زمانہ کو فتنوں کا زمانہ کہہ کر گہری سازشیں کیں البتہ فقہ کا انکار نہیں کیا کچھ عرصہ سے انکار فقہ کے فتنہ سے ائمہ اربعہ کی فقہ کا انکار کرکے اپنی فقہ کو امت کے سامنے لانے کی سازش شروع ہوئی اور وہ اعتماد اوائل پر جو صدیوں سے چلا آرہا ہے اس کو اس سازش سے ختم کرنے کی ناکام سعی کی گئی۔ یرحم اللہ علی من فهم هذه الفتنه وتصرىٰ بمعارضتها . احقر کے سامنے حضرت مولانا مشتاق احمد جتوئی صاحب دامت برکاتہم کی لکھی ہوئی کتاب بنام (جی ہاں عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے) ہے حضرت موصوف نے قلم اٹھاکر اس فتنہ

کے خلاف کمر بستہ ہوکر جو کچھ سعی کرکے لکھا ہے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تحریر وتصنیف کو نافع ومقبول بنائے۔

حضرت موصوف کی محنت قابل داد ہے اس سے پہلے بھی مختلف موضوعات پر انکی تصانیف شہرت پا چکی ہیں اور حضرت موصوف نے دفاع حنفیت کا جو بیڑا اپنے سر اٹھایا ہے وہ قابل صد تحسین ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء جعل سعیه، سعیا مشکورا۔

بقلم احقر حبیب الرحمٰن

خادم اہلسنت

جامعہ مظہریہ حسینیہ جنہان سومرو حیدرآباد سندھ

۲ صفر ۱۴۳۱ھ

۱۹ جنوری ۲۰۱۰ء

تقریظ۲

حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ، محقق ومناظر اہل السنۃ شیخ الحدیث واستاذ الشعبہ تخصص خیر المدارس ملتان۔ یہ ہمارے مہربان وشفیق استاد فخر اہل السنۃ والجماعت۔ رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس وقت حقیقی جانشین وبڑے بھائی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا ومسلما اما بعد: اس علاقہ بلکہ دنیا میں فقہاء اربعہ کا متواتر دنیا میں پھیلنے والا مذہب یہ ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں بالخصوص عورت کا سجدہ اور جلسہ مرد سے مختلف ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں (البخاری) نیز امام بخاری نے باب باندھا ہے کہ باب استیذان المرأۃ زوجھا بالخروج الی المسجد (ج ۱ ص ۱۲۰) یعنی عورت بغیرخاوند کی اجازت کے مسجد میں نہیں جا سکتی اسی طرح بہت سی صریح روایات مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے اپنے رسالہ میں جمع کی تھیں جنکو تلقی بالقبول حاصل ہے جو صحت کی دلیل ہے مگر دو غیر مقلدوں نے تین مبہم روایات سے ان کا معارضہ کیا اس کے جواب میں جناب ابو شکیل مشتاق احمد جتوئی صاحب لاڑکانوی نے جواب الجواب لکھا جس میں ثابت کیا ہے کہ غیرمقلدین نے مذکر کے صیغوں سے مؤنث کے احکام اجتہاد کرکے نکالنے کی کوشش کی ہے نام معلوم کہ غیرمقلد علماء کو مؤنث اور مذکر کا فرق معلوم نہیں بعض

اوقات اجمالی حکم میں ایک مذکر کا صیغہ ہوتا ہے مؤنث اس میں بالتبع داخل ہوتی ہیں جیسے اتمو الحج والعمرة کا حکم تمام مسلمانوں کو شامل ہے مگر عورت اور مرد کے احرام میں فرق ہے عورت سرننگا نہیں کرے گی مرد سر ننگا کریگا عورت تلبیہ بلند آواز سے نہیں کہے گی مرد بلند آواز سے کہے گا، عورت کیلئے اضطباع حرام ہے مرد کیلئے ضروری ہے طواف کے ابتدائی چکروں میں رمل مرد پر ضروری ہے عورت کیلئے ناجائز میلین اخضرین میں مرد دوڑے گا عورت نہیں اب اگر کوئی اتموا الحج کے صیغہ سے مرد والے سارے احکام عورت کیلئے ثابت کرے تو درست نہیں اسیطرح صلوا کما رأیتمونی اصلی میں عورت کو داخل کرنا درست نہیں بہرحال محترم جناب مشتاق احمد جتوئی صاحب کی گرفت مضبوط ہے کہ اس مسئلہ میں غیر مقلد کے پاس ایک بھی صریح روایت موجود نہیں اسی وجہ سے عبدالحق ہاشمی غیر مقلدنے اس فرق پر مستقل رسالہ لکھا ہے اور بہت سے قدیم اہلحدیث کہلوانے والے بھی اس فرق کے قائل ہیں جیسا کہ فتویٰ علمائے حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ امید ہے یہ رسالہ غیر مقلدیت زدہ لوگوں کیلئے تریاق ہوگا اور اگر غیر مقلد بھی تعصب سے دور ہوکر اس کا مطالعہ کریں گے تو انکی ہدایہ کا بھی ذریعہ بنے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عامہ کا ذریعہ بنائیں آمین۔

کتبہ محمد انور اوکاڑی

خیر المدارس ملتان

تقریظ۳

حضرت مولانا محمد شاہد مسعود صاحب مدظلہ محقق ومناظر اہل السنۃ خطیب جامع مسجد فاروق اعظم بی بلاک سرگودھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

محترم جناب مولانا مشتاق احمد جتوئی صاحب کی تصنیف لطیف جی ہاں! عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے کو دیکھا اور ایک ہی نشست میں ساری دیکھ لی الحمدللہ بہت عمدہ پایا اس سلسلہ میں فقیر کی عرض یہ ہے کہ غیرمقلدین کا طرز یہ ہے کہ وسوسہ ڈالو اور لوگوں کو تشکیک میں مبتلا کرو اور قرآن وحدیث کا نام لیکر دباؤ ڈالو کہ ہمارے پاس اتنے دلائل ہیں کہ ہم پیش کریں گے تو دنیا دنگ رہ جائے گی لیکن جب موقع آتا ہے دلائل کا تو پھر اس طرح خاموش ہوجاتے ہیں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو یہی صورت احوال اس کتابچہ میں بھی پیش آئی کہ حضرت شیخ مولانا عبدالرؤف صاحب سکھروی نے جب دلائل پیش کیے کہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے تو چاہیئے تو یہ تھا کہ ایک مومن کی طرح احادیث رسول ﷺ کے سامنے سرتسلیم خم کر لیتے لیکن وہ غیرمقلد ہی کیا جو حدیث اپنے مولوی سے پوچھے بغیر مان لے اور وہ غیر مقلد مولوی ہی کیا جو احادیث رسولؐ کو اپنی بنائے ہوئے خود ساختہ عقیدے کے خلاف مان لے قرآن کریم کی آیت ہو یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث جب اسکی خواہشات کے خلاف ہوگی تو کبھی نہیں

مانے گا اسی طرز پر غیر مقلدین کے دو مذہبی پیشواؤں نے مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی کتاب کا جواب لکھا اور پوری کتاب میں اپنے موضوع پر نہ تو قرآن کریم کی ایک صریح آیت لکھی اور نہ ہی ایک حدیث صحیح صریح لکھی بلکہ وہی سابقہ طرز اپناتے ہوئے خلط مبحث کرنے کی کوشش کی جس کا محترم جناب مولانا مشتاق احمد جتوئی صاحب نے خوب بھانڈا پھوڑا اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا اللہ تعالیٰ اسکو نافع بنائے اور ان کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور غیر مقلدین کو ضد اور تعصب کی عینک اتار کر غور وفکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم

محمد شاہد مسعود

خطیب جامع مسجد فاروق اعظم

بی بلاک سرگودھا

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ط
(پ ۱۱ سورۃ توبہ ع ۴)

ترجمہ: ای ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

اما بعد! اللہ تبارک وتعالیٰ وہ مقدس ہستی ہے جو بالکل اکیلا ہے بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ خود کسی سے جنا گیا ہے (نہ اس کی اولاد ہے نہ والدین) کوئی اس کے ہمسر اور برابر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسا سننے والا کہ بیک وقت اپنی تمام مخلوق کو ایسے سنے کہ کوئی محروم نہ رہے ایسا دیکھنے والا کہ بیک وقت اپنی تمام مخلوق کو ایسے دیکھے کہ کوئی اس سے چھپ ہی نہ سکے۔ ایسا جاننے والا کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والے خیالات کو ان کے پیدا ہونے سے بھی پہلے جانتا ہے۔ ایسا باریک بین کہ ضرورتوں ''خواہشوں'' نزاکتوں اور مختلف طبیعتوں سے بھی واقف۔ بخشنے والا ایسا کہ راضی ہوجائے تو نافرمانیوں کو بھی فرمانبرداریوں میں بدل دے۔

اللہ رب العزت سے رابطہ قائم کرنے اور باقی رکھنے کا خود اس کی طرف سے دنیا کی بقاء تک کیلیے ایک ہی طریقہ ہے جس میں تبدیلی کی کسی کیلیے بھی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے بالکل طے شدہ اٹل بات میرے لئے، آپ کیلیے، ہم سب

کیلئے، کالے کیلئے گورے کیلئے، غریب کیلئے، امیر کیلئے، زمیندار
کیلئے، ہاری کیلئے، صنعتکار کیلئے، مزدور کیلئے، سیٹھ کیلئے، نوکر
کیلئے، حکمران کیلئے، رعایا کیلئے، عالم کیلئے، ان پڑھ جاہل کیلئے،
محرر کیلئے، قاری کیلئے، استاد کیلئے، شاگرد کیلئے، مرد کیلئے، عورت
کیلئے بچے کیلئے، جوان اور بوڑھے کیلئے، برسر روزگار کیلئے،
بے روزگار کیلئے، بیمار کیلئے، تندرست کیلئے، مصروف کیلئے، بیکار
کیلئے، مطیع وفرمانبردار کیلئے، باغی وسرکش کیلئے کہ زندگی کے تمام
شعبوں میں ہر بڑے چھوٹے دینی ودنیوی عمل میں نبی کریم
ﷺ کی اتباع کی جائے۔ آپ ﷺ کے محبوب طریقوں کے
مطابق چلا جائے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے دین ودنیا کی
کامیابی یقینی ہے ان تمام شعبوں میں سب سے اہم شعبہ نماز کا
ہے جس میں اتباع سنت بنسبت اور شعبوں کے اہم بھی ہے
اور تفصیل طلب بھی پھر چونکہ اس کے ادا کرنے والے مرد بھی
ہیں اور عورتیں بھی جن میں فطری طور پر فرق موجود ہے اور
اس فرق کی رعایت نماز کے متعدد احکام میں ملحوظ رکھی گئی ہے
اس لیے اس عنوان پر حضرت والہ مولانا مفتی عبدالرؤف
صاحب سکھروی مدظلہ نے ایک چھوٹا سا پاکٹ سائز رسالہ بنام
خواتین کا طریقۂ نماز لکھا ہے جس میں دلائل قرآن مجید اور
احادیث صحیح اور صریح کو قارئین کے خدمت میں پیش کیا گیا
ہے کتاب کے بغور مطالعہ سے بیحد خوشی اور دلی مسرت ہوئی
کہ ہمارے اکابر، رہبر و روحانی پیشوا باطنی اصلاح کے ساتھ
ساتھ ظاہری اعمال پر بھی راہنمائی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ نماز
ایک ظاہری عمل ہے جو روزانہ پانچ وقت ہر مسلمان مرد اور

عورت پر فرض ہے لیکن یہ ایک الگ بات ہے کہ عورت کی
ساخت مرد کی طرح نہیں ہے اس لیے اس کے متعلق کچھ احکام
بھی مرد سے مختلف ہیں مثلا ایام ماہانہ میں عورت پر نمازیں
معاف ہیں جنکی وہ قضا نہیں کرے گی یہ رعایت خاص طور پر
صرف عورتوں کے لیے ہے مردوں کے لیےنہیں مرد ہر حالت
میں فوت شدہ نمازیں قضا کرے گا صرف عورت ان ایام کی
نمازیں قضا نہیں کرے گی دیکھیں صحیح البخاری جلداول صفحہ
نمبر۴۶، ابو داوٗد جلد اول صفحہ نمبر۳۵ اور ترمذی شریف جلد اول
صفحہ نمبر۱۹ پر یہ صراحت موجود ہے۔ تو میرے رہبر وشیخ حضرت
مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ نے عورتوں کو بھی
مسنون طریقہ کے مطابق نماز ادا کرنے کی ترغیب صحیح صریح
احادیث کی روشنی میں دی ہے جو کہ بہت عمدہ، اعلیٰ، اور آسان
انداز میں ہے۔ علمآء حق و صالحین کی کثیر تعداد نے اس
بے پناہ محنت اور کاوش پر حضرت والہ مفتی عبدالرؤف صاحب
سکھروی کو دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کیا ہے لیکن
اس دنیا میں کچھ حاسد، قسم کے انسان یتیم فی العلم، کم فہم جلد
باز ضدی قسم کے کم ظرف لوگ جو بظاہر تو اپنے آپ کو علمآء
اہل حدیث کا لبادا اوڑھ کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت اس
کے برعکس نظر آتی ہے کیونکہ وہ حضرات صحیح، صریح احادیث کو
بالکل مانتے ہی نہیں صرف خالی دعویٰ ہے ماننے کا باقی ان
کے ہاں شرعی دلیل صرف دو ہیں قرآن وحدیث کسی اور شخص
کی بات کو ماننا شرک ہے یہ بھی ایک فقط دعویٰ ہے حقیقت
نہیں لیکن جب ان کے سامنے صحیح صریح حدیث پیش کی جاتی

ہے تو وہ دیکھتے ہیں اگر ان کے مطلب کے خلاف ہے تو فوراً کسی تیسرے شخص کا قول پیش کرکے اس صحیح، صریح حدیث کو ضعیف کہکراس پرعمل کرنے سے اور ماننے سے فوراً انکار کرتے ہیں حالانکہ حدیث کی تصحیح وتضعیف ان کو اپنے اختیار کردہ دو دلیلوں سے پیش کرنی چاہیے لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں کرتے اور نہ کرسکیں گے کسی تیسرے شخص کی بات بغیر شرعی دلیل پیش کئے مانیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھئے گا ذرا دیکھ بھال کر

اور وہ حضرات اپنے خود ساختہ ناقص فہم کے ساتھ اختیار کردہ موقف (یعنی مرد اور عورت کی نماز کی ادائگی میں کوئی فرق نہیں) پر کوئی ایک حدیث جو صحیح، صریح، اور غیر معارض ہو پیش نہیں کرسکتے اور نہ کرسکینگے ان حضرات میں سے سرفہرست ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید ڈی ایم اے کراچی یونیورسٹی۔ اور دوسرے صاحب۔حافظ صلاح الدین یوسف مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان ہیں ان دونوں حضرات نے حضرت والا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی کے رسالے بنام خواتین کا طریقۂ نماز کا جواب الگ الگ لکھکر شایع کیا ہے لیکن الحمدللہ ثم الحمدللہ ان دونوں پیش کردہ رسالوں میں اس عنوان پر کسی قسم کا علمی مواد موجود نہیں!!! اپنے کئے ہوئے دعویٰ کے مطابق ایک بھی صحیح، صریح حدیث پیش نہیں کرسکے لیکن اس کے برعکس فقط لفاظی سے کام لیا گیا ہے دونوں رسالے دھوکے

بازی اور جھوٹ کے بڑے شاہکار ہیں جن کے مطالعہ سے بڑا دکھ اور افسوس ہوا کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والوں کا یہ طریقہ استدلال ہے گری ہوئی بازاری زبان گستاخانہ لب ولہجہ غیر اخلاقی اور نہایت غلیظ اور غلط قسم کے توہین آمیز جملے سپرد قلم کئے گئے ہیں جو کسی اہل علم کا شیوہ نہیں ہے ما سواء ان حضرات کے، اس پر کسی نے خوب کہا ہے۔

تھے جب اپنی برائیوں سے بے خبر
رہے ڈھونڈتے اوروں کے عیب وہنر
پڑی اپنی برائی پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی براہی نہ رہا

واجب الاحترام بھائیو! پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ آپ کیا ہیں پھر کسی دوسرے پر بے رحمی کے تیر قلم کی نوک سے چلائیں!!!

میرے پیارے عزیز آپ دونوں حضرات کے دونوں رسالے اس وقت میرے سامنے ہیں جن میں سے ایک کا نام ''مردوزن کی نماز'' نیچے کیا خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ یہ جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب کی فضول محنت ہے جسے میں داد دیتا ہوں اور دوسرا رسالہ جس کا نام ہے کیا عورتوں کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ یہ جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان کی فضول کاوش اورمحنت ہے ان بیچاروں نے اپنی دعویٰ کے مطابق کوئی ایک ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کی جس میں یہ صراحت موجود ہو کہ عورت اور مرد کی نماز کی ادائگی میں

کوئی فرق نہیں دونوں یکساں ہیں۔ ایسی کوئی روایت پیش نہیں کی گئی البتہ ان دونوں بیچاروں نے صرف اور صرف ایک ہی مشترکہ دلیل پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ بس یہ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ ہے۔ جبکہ اس عنوان پر مکمل دو حدیثیں ہیں جو انشاء اللہ آگے زیب قرطاس ہو کر اصل حقیقت سے پردہ اٹھائیں گی، اور ساتھ ہی مذکورہ دونوں رسالوں کا تسلی بخش شافی وکافی جواب پیش کیا جائیگا میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ دلائل وبراہین کو دیکھ کر یہ دونوں حضرات اپنی انانیت اور معاشی فائدہ اور شہرت کو چھوڑ کر خواہ مخواہ کی فضول ضد کو خیر باد کہہ کر حق کے ماننے سے گریز نہیں کرینگے۔ انشاء اللہ العزیز۔

وَمَنْ يُّؤْمِنْ م بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ.

یعنی: اور جو کوئی ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ پر (تو اللہ تعالیٰ) راہ دکھا دیتا ہے اس کے قلب کو (صبر اور رضا کی) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ترتیب وار پہلے ایک رسالے کا رد مکمل کرکے پھر دوسرے رسالے کا علمی جائزہ قارئین کے سامنے پیش کرکے اس مسئلے کی اصل حقیقت کو ہر ذی شعور مسلمان مرد وعورت کے سامنے لانا ہے اس کاوش کے ذریعہ میں ان دونوں صاحبوں کو اور ہر مسلمان کو اس مسئلہ میں غور وفکر اور صحیح فیصلہ کرنے کی

دعوت دیتا ہوں میرا ارادہ کسی کی ذات پر تنقید کرنا نہیں فقط اصلاح مقصود ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے خلوص نیت پر قائم رکھے اور اس کار خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ. (پ ۱۲ سورۃ ھود ع ۸)

ترجمہ: میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں، اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا اللہ ہی (کے فضل) سے ہے میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (ھود آیت ۸۸)

حق کا طلبگار اور معاون علمآء حق
ابو شکیل مشتاق احمد جتوئی لاڑکانہ
ایم ای اسلامک کلچر تاریخ ۱۰ جنوری ۲۰۰۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم. اما بعد!

''مردوزن کی نماز یہ کتاب محترم جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب ڈی ایم اے کراچی یونیورسٹی کی لکھی ہوئی کاوش ہے۔ سب سے پہلے اسی کتاب پر تحقیقی نگاہ اور اس کا علمی جائزہ پیش کیا جائیگا اس کے بعد دوسرے محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی کتاب کا علمی جائزہ لیا جائیگا۔ انشااللہ (وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ) مذکورہ کتاب کے صفحہ نمبر ۸ پر دیباچہ محترم جناب پروفیسر طالب الرحمٰن زیدی صاحب کا ہے اس بیچارے کی علمی یتیمی تو لاڑکانہ میں روبرو دو گھنٹے کی طویل گفتگو میں ہی دیکھ لی تھی جس کے بعد طالب زیدی صاحب نے پھر لاڑکانہ کا رخ نہیں کیا اور نہ کریگا اس غریب کی بے علمی تو یہاں دیباچہ میں بھی اظہر من الشمس ہے بیت العنکبوت کی مثال کو احناف کے مسئلے عورت اور مرد کی نماز میں فرق کے بارے میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ خود اس بیچارے کا اپنا حال بیت العنکبوت جیسا ہے لکھتا ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے رسالے میں ضعیف روایات کا سہارا لیا ہے اور بعض جگہ پر تابعی کے قول کو بھی سہارا بنایا ہے جب کہ ان ضعیف روایات کے مقابلے میں قاری صاحب نے صحیح احادیث سے یہ بات ثابت کی ہے کہ نماز کی ادائیگی میں مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ طالب الرحمان زیدی صاحب! آپ کا یہ دعویٰ بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ آپ برائے مہربانی وہ احادیث پیش کریں جن میں یہ الفاظ ہوں کہ مرد اور عورت کی

نماز کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں؟ یہاں اس کتاب میں تو ایسی صریح ایک بھی حدیث نہیں اور آپ احادیث جمع کا صیغہ لکھ رہے ہیں وہ حدیثیں کہاں گئی ان کی تعداد تو بتائیں ذرا؟ قاری صاحب تو آپ کے اس بیان کردہ عنوان پر کوئی ایک ضعیف روایت بھی پیش نہیں کرسکے مزید یہ کہ آپ کے ہاں تابعی کا قول کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن اس کے مقابلے میں اس دوَر کے نام کے اہل حدیث کا قول آپ کے سر اور آنکھوں پر ہے افسوس!! جھوٹ سے توبہ کریں خیر القرون والی حدیث کو مانیں یا صاف اعلان کریں حدیث کو نہ ماننے کا۔

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

آپ کے قاری صاحب ایک بھی صحیح، صریح، واضح دلیل آپ کے بیان کردہ عنوان پر پیش نہیں کر سکا اور نہ کر سکتا ہے باقی **صلو کما رأیتمونی اصلی** میں اس عنوان پر کوئی وضاحت یا صراحت موجود نہیں اس پر تفصیلی بحث آگے آئیگی انشاء اللہ یہ بخاری شریف میں دو حدیثیں ہیں جن کو مکمل طور پر تحریر کرکے پوری وضاحت اور حقیقت قارئین کے عدالت میں پیش کی جائیگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو حقیقی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں اور راہ ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

کتاب ''مردوزن کی نماز'' کے صفحہ نمبر ۹ پر تصدیق وتوثیق جناب پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب ڈائریکٹر پبلک لائبریریز

پنجاب نے کی ہے۔ موصوف نے بھی طالب الرحمٰن زیدی صاحب کا طرز اپنایا ہے۔ پروفیسر صاحب! آپ کے ہاں فن حدیث کا سارا قانون جس میں جرح وتعدیل اور اسماء الرجال کے تمام مسلمہ اصول داخل ہیں یہ کس نے بنائے ہیں یہ کس کی ایجاد ہے کسی نبی مرسل کی یا امتی کی؟ کیا کسی امتی غیر نبی کی بات کو آپ اتنا سچا مانتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں نبی پاک ﷺ کی بات کو بھی رد کردیتے ہیں، ضعیف اور کمزور کہتے ہیں؟ یہ اصول آپ صراحت سے اور پوری وضاحت سے حدیث پاک میں دکھائیں کہ نبی کی حدیث کو ماننے اس پر عمل کرنے کے لیے غیر نبی کی بات مقدم ہے؟ آپ کے وضع کردہ اصول سے پتہ چلا کہ نبی کی حدیث کو صحیح، یا ضعیف، کمزور یا قوی ماننے کے لیے امتی کا قول زیادہ حجت ہے۔ میرے پیارے پروفیسر صاحب! آپ کے ہاں تو شرعی دلائل صرف دو ہیں قرآن وحدیث یہاں تیسرے کو ماننے کی ضرورت کیوں پڑی؟ برائے مہربانی آپ اپنے شرعی دلائل کو مت چھوڑیں کسی امتی کی بات بغیر دلیل مان کر منکر حدیث اور مشرک نہ بنیں۔ باقی رہا ہمارا مسئلہ تو ہمارے ہاں شرعی دلائل چار ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ ﷺ (۳) اجماع امت (۴) قیاس یہ اصول اور محدثین کی اصطلاحیں ہم تو اپنا سکتے ہیں لیکن آپ نہیں جناب اعلیٰ آپ نے اپنا اصول توڑا اور عقیدہ چھوڑا۔!!! پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب! آپ نے لکھا ہے کہ خلاف سنت استدلال کیلیے قوی کے مقابلے میں ضعیف روایات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جناب اعلیٰ آپ میں اگر

ہمت ہے تو سب سے پہلے قوی کی تعریف اور ضعیف روایات کی تعریف تو کسی حدیث میں دکھائیں اس کے بعد وہ قوی روایات پیش کریں؟ بقول آپ کے مفتی صاحب کی پیش کردہ جتنی بھی روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں تو آپ ذرا ان کے مقابلے میں اتنی ہی تعداد میں قوی روایات اس عنوان کے تحت صراحت کے ساتھ پیش کریں؟ باقی صفحہ ۹ کی آخری سطر نے تو حیران پریشان کردیا ہے آپ کی علمی حیثیت وصلاحیت تو یہاں پر ہی اظہر من الشمس ہے آپ بھی غور کریں۔ ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے ''خواتین'' اور ''مردوں'' نے محدثانہ اصول اور اسلوب کے ساتھ ان روایات پر تنقید کی ہے۔ جناب اعلیٰ اس کتاب میں یہ خواتین کون ہیں کتنی ہیں ان کے نام ونسب تو بتائیں؟ اور یہ مرد کون ہیں کتنے ہیں مکمل نام اور پتہ بتائیں جو بقول آپ کے اس تنقید میں قاری صاحب کے ساتھ ہیں؟ یہ آپ کا عجیب وغریب جملہ ہے کیونکہ تصدیق وتوثیق تو کر رہے ہیں قاری صاحب کی اور ساتھ ملا رہے ہیں خواتین اور مردوں کو یہ آپ کی قوی سمجھ کا نتیجہ ہے۔

ٹھوکریں مت کھائیے چلیے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

جناب اعلیٰ قاری خلیل الرحمٰن صاحب کا مؤقف بھی غلط، استدلال بھی غلط، آپ کی لکھی ہوئی تصدیق وتوثیق بھی غلط، اس پر کس نے خوب کہا ہے۔

خود غلط املاء غلط انشاء غلط
دیکھئے ہوتا ہے اب کیا کیا غلط

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر فتنہ باز کے نئے نئے فتنوں سے پناہ میں رکھے اور آپ جیسے ان کے پیروکاروں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

''مردوزن کی نماز'' کے صفحہ نمبر۱۱ پر جناب حافظ ثناء اللہ ضیاء صاحب صدر مدرس جامعۃ الاحسان الاسلامیہ ایڈیٹر ہفت روزہ الارشاد کراچی نے تبصرہ کیا ہے۔ اس تبصرہ پر ایک تحقیقی نگاہ۔ جناب حافظ ثناء اللہ ضیاء صاحب نے لکھا ہے کہ ورنہ معصوم حقیقتوں کے زخموں سے بہنے والا خون محرر کے لیے طوفان نوح ثابت ہو سکتا ہے حافظ ثناء اللہ ضیاء صاحب! حقیقتیں معصوم نہیں ہوا کرتیں بلکہ یہ تو ہرحال میں ہر خیال میں اٹل ہوا کرتی ہیں، نہ اُن کو زخم ہوتے ہیں نہ کوئی ان سے سرخ خون بہتا ہے اور نہ وہ خون کبھی طوفان نوح کی طرح اس کے بہ قدر ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کی طرف سے تیار کردہ ایک افسانہ ہے اس لفاظی کی کوئی حقیقت نہیں۔ تم کبھی اس فرقہ واریت سے نہیں نکل سکوگے کیونکہ تم اس فرقہ واریت کی جڑ ہو اور ہم الحمدللہ پہلے سے نکلے ہوئے ہیں مگر بناوٹ کو حقیقت کے لباس میں پیش کرنا ایک تحریری شاخسانہ تو قرار پا سکتا ہے لیکن اس مذموم کوشش کو تحقیق کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن آپ نے یہ کام خود کیا ہے۔ آپ کے قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے کیا ہے طالب الرحمٰن زیدی صاحب نے کیا

ہے پروفیسر شاکر صاحب نے کیا ہے۔ آپ کی کہانی، آپ ہی کی زبانی، آپ ہی کے کھاتہ میں آگے آپ نے لکھا ہے کہ تحقیق تو محررکی اس مساعی جمیلہ کا نام ہے جس کی وجہ سے حقیقت نقوش کا لباس زیب تن کرکے اجنبی راہوں کے راہی کیلیے اس کی حقیقی منزل کا تعین کرتی ہے یہ تو صحیح ہے لیکن میں کہوں گا کہ آپ جیسے سیدہی راہ گم کردہ نام کے اہل حدیث حقیقی راہ میں رکاوٹ بن کر، روڑے اٹکاکر اس حقیقی منزل کے تعین سے خود بھی بہت دور چلے جاتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو بھی بہکا کر دھوکہ دیکر اپنا ہم سفر بنالیتے ہیں!! اللہ تبارک وتعالیٰ اس سازش سے امت مسلمہ کو پناہ میں رکھے۔ آمین۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے اپنے تمام دلائل کی بنیاد صحیح، صریح، اور واضح احادیث پر رکھی ہے۔ جس کے رد میں کوئی ایک بھی ایسی صریح اور واضح حدیث موضوع کے مناسبت سے آپ حضرات کی طرف سے پیش نہیں کی گئی ہے۔ اس بات کا فیصلہ قارئین کے عدالت میں ہے باقی مکمل تحریر سے صاف ظاہر ہوا کہ قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے تو اہلحدیث ا جامہ زیب تن کرکے احادیث کا انکار کیا ہے۔ اور پنے گھڑے ہوئے اصول کے مطابق دونوں شرعی دلائل یعنی قر ن وحدیث کو بر ملا چھوڑ کر بغیر تحقیق کے اقوال الرجال کو سر آنکھوں پر رکھ کے صحیح، صریح، اور واضح احادیث کو بغیر دلیل ضعیف کہہ کر باطن میں چھپے ہوئے منکرین حدیث کی اصل تصویر دکھائی ہے۔ اور

آپ نے ایسے اقدام کو قابل ستائش اور مستحسن قرار دیا ہے اور
دعا کی ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ تو آپ بھی اس
اقدام میں برابر کے شریک ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب
کرے۔ آمین ثم آمین۔

''مردوزن کی نماز'' صفحہ نمبر۱۳ پر ''پہلے مجھے پڑھیے''
''عرض مؤلف'' یہاں پر لکھتے ہیں کہ نماز سنت نبوی ﷺ کے
مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کی ذمہ داری
ہے۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ہم اپنی یہ ذمہ داری پوری
نہیں کرتے، جس کی وجہ سے اکثر ہماری نمازیں خلاف سنت
ہوتی ہیں اور خلاف سنت ہونے کی سبب فیوض وبرکات سے
خالی رہتی ہیں۔ مختصر جواب یہ بات آپ نے صحیح اور سچ لکھی
ہے واقعی اہل حدیث کہلانے والے تمام حضرات ایسا ہی کرتے
ہیں جیسا آپ نے لکھا ہے سچی بات نکل ہی جاتی ہے۔ چلو
یہ اچھا ہوا کہ آپ نے مان تو لیا کہ ہمارا نماز کے ساتھ یہ
سلوک ہے۔ یہ بھی آپ کی بہادری اور جرأت ہے جو سچ کو
قلم سے دانستہ یا نادانستہ لکھ تو دیا۔ اس پر کسی نے خوب کہا
ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

صفحہ نمبر۱۶ پر بھی قاری صاحب نے کچھ عجیب وغریب
انداز سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی
ہے۔ خلاصہ یہ لکھا ہے کہ جب کلمہ محمدی ﷺ ہے تو نماز حنفی

کیوں؟ اس کیوں کا جواب ملاحظہ فرمائیں قاری صاحب! آپ
نے اعتراض تو حنفی نماز پر کیا ہے لیکن اس کے ساتھ گستاخی
اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پاک ﷺ کی کر گئے ہو آپ نے لکھا ہے
کہ جب کلمہ محمدی ہے یہ اسم مبارک بغیر ﷺ کے زبان سے
لینا یا قلم سے لکھنا بڑے کنجوس اور بخیل کی علامت ہے جس
کے آپ مرتکب بنے ہیں۔ اور یہ گستاخانہ لب ولہجہ بھی ہے!!
یا تو آپ نے یہ نام محمد جونا گڑھی صاحب کے طرف منسوب
کیا ہے جو آپ کا ایک بڑا عالم گزرا ہے یا دوسرا یہ کہ غنیۃ
الطالبین میں شیعوں کے ایک فرقہ کا نام محمدیہ لکھا ہے۔(تاریخ
مذہب اسلام صفحہ ۲۷۸)

اس فرقہ کی تقلید میں محمد جونا گڑھی نے اپنے فرقہ کا نام
محمدی رکھا (طریق محمدی) اب پتہ نہیں آپ کونسے محمدی ہیں
جونا گڑھی یا شیعہ۔ قاری صاحب آپ نے حنفی نماز پر تو بہت
غم وغصے کا اظہار کیا ہے کہ حنفی نماز کیوں؟ جناب اعلیٰ آپ
نے اپنی کتاب کا نام بھی مردوزن کی نماز رکھا ہے اِس نام
''مردوزن کی نماز'' پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں کیوں؟اس نام کو
کتاب کے ٹائیٹل سے لیکر تمام اوراق پر نمایاں لکھا ہے کیوں؟
یہاں محمدی نماز بھول گئے کیوں؟ وہ لکھتے مردوزن کی نماز کے
بجائے محمدی نماز جو آپ کا ایجاد کردہ نام ہے جیسا کہ صفحہ ۱۵
پر آپ نے لکھا ہے۔ خالصتاً محمدی حج، محمدی زکواۃ، محمدی روزہ،
اور محمدی نماز کا طریقہ سیکھیں اور اپنائیں لیکن ہمارے ہاں عام
لوگوں کو بالعلوم ''اصل میں لفظ بالعموم ہے یہ قاری صاحب کی
چھوٹی سی غلطی ہے جو انہوں نے بالعلوم لکھا ہے اور خواتین کو

بالخصوص سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے، اس وجہ سے بھی ہماری نمازیں صحیح طریقے سے ادا نہیں ہوتیں۔

جواب۔ واقعی آپ سارے اہل حدیث صحیح طریقہ سے نمازیں ادا نہیں کرتے آپ لوگوں کو سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا طریقہ بھی معلوم نہیں ہے!! یہ تو آپ نے خود بخود اس صفحہ پر بھی مانا ہے جو بڑوں کو چھوڑتا ہے اور خود رائی اور اپنی ناقص فہم کے ساتھ قرآن وحدیث پر عمل کا دعویٰ کرتا ہے اس کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے جو آپ خود تسلیم کر چکے ہیں آگے آپ نے لکھا ہے اگر ذرا سی توجہ کر لیں اور توجہ دے کر نماز کا طریقہ سیکھ کر اس کی عادت ڈالیں تو ہم جتنے وقت میں خلاف سنت نماز ادا کرتے ہیں۔ ذرا سی توجہ سے اتنے ہی وقت میں وہ نماز سنت کے مطابق ادا ہوجائے گی نیز اجر وثواب اور فیوض وبرکات سے بھی لبریز ہوگی جواب جناب عالی جب آپ ابھی خود ہی نماز کا طریقہ نہیں سیکھے تو دوسروں کی نمازیں کیوں خلاف سنت ادا کرواتے ہیں۔ برائے مہربانی آپ ملکۂ وکٹوریہ کی ذریت کو چھوڑ کر کسی ماہر مجتہد کی تعلیم کو اپناؤ تو انشاء اللہ آپ لوگوں کی نمازیں درست ہوجائینگی اور اس پر اجر وثواب بھی ملیگا اور فیوض وبرکات سے بھی لبریز ہونگے۔ آگے آپ کی مرضی ہے۔ آپ نے ایک دوبات اور بھی لکھی ہے کہ ہمارا امام ایک نہیں ہے؟ جناب اعلیٰ یہ جملہ آپ نے مسعود احمد صاحب بی ایس سی بانی فرقہ جماعۃ المسلمین سے چوری کیا ہے اس بیچارے کو ہم بیشمار دلائل دے چکے ہیں اس ایک امام کے

موضوع پر اگر آپ کتاب فرقہ جماعۃ المسلمین کا مطالعہ کریں تو انشاء اللہ تسلی ہوجائیگی اگر نہیں تو قرآن مجید کی اس آیت کو دیکھیں (**وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا**) ترجمہ اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔ پ۱۹ الفرقان آیت۷۴ یہاں پر دعا مانگی جارہی ہے کہ اے اللہ ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔ اگر آپ کے بقول امام صرف ایک ہوتا تو اس دعا کی مما نعت ہوتی باقی آپ سادہ مسلمانوں کو دھوکہ مت دیں کیونکہ نبی اور امام میں فرق ہے آپ نبی اور امام ایک بنارہے ہیں یہ آپ کی کھلی سازش ہے۔ کیا آپ امام بخاری کو امام نہیں مانتے، امام مسلم کو امام نہیں مانتے، امام دارقطنی، امام بیہقی کو امام نہیں مانتے؟ اسی طرح چاروں آئمہ مجتہدین اور اپنے فن اجتہاد کے امام ہیں لیکن نبی نہیں ان کو نبی سمجھنا آپ کی حماقت ہے۔ اس پر کسی نے خوب کہا ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آئینے پہ حماقت تو دیکھئے!!

بیت اللہ میں پوری دنیا حاضری دینے آتی ہے تو وہاں پر توکسی کو بھی مجبور نہیں کیا جاتا ہے کہ آپ حنبلیؒ طریقے پر نماز پڑھیں جبکہ حکومت حنبلیوں کی ہے اس کے باوجود وہاں پر کوئی اختلاف وانتشار نہیں ہے۔ یہ آپ لوگوں کی مہربانی ہے جو ہر جگہ اختلاف وانتشار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ جہاں بھی ملکہ وکٹوریہ کی پیداوار ہوگی وہاں یہ حشر ہوگا۔ اور یہ ساری کمائی اہل حدیث مولوی اور اُن کے مقلد عامی کے حصے میں

جائیگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہدایت کردے تاکہ آپ ان
مذموم حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ صورتحال بہت مشکل نظر آتی
ہے۔ آخر میں آپ نے لکھا ہے کہ محترم جناب حاجی بشیر احمد
صاحب کے توسط سے ایک پاکٹ سائز کتابچہ بعنوان ''خواتین
کا طریقۂ نماز موصول ہوا۔ جسے محترم جناب عبدالرؤف سکھروی
صاحب نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی نے شائع کیا ہے۔
اس کتابچے میں سنت کے نام پر حنفیت کو فروغ دینے کی
کوشش کی گئی ہے۔

محترم جناب بشیر احمد صاحب کی فرمائش پر اس کتابچے کا
جواب بعنوان ''مردوزن کی نماز'' قارئین کی نذر کیا جارہا ہے۔
مذکورہ کتاب کا صفحہ نمبر۱۵ جواب ملاحظہ فرمائیں! آپ نے اس
کتاب کے عنوان پر کوئی ایک بھی صحیح، صریح، غیر معارض،
حدیث پیش نہیں کی اور نہ قیامت تک پیش کر سکتے ہو مزید
آپ نے! صفحہ نمبر ۱۶ پر ایک بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ کیا ہے
کہ خالصتاً کتاب وسنت کو معیار بنا کر آپ کی خدمت میں یہ
تحریر پیش کی جارہی ہے جس میں احادیث صحیحہ سے یہ بات
واضح کی گئی ہے کہ خواتین کا طریقۂ نماز مردوں سے مختلف نہیں
ہے۔ دلیل میں صرف **صلو کما رایتمونی اصلی** پیش کی
ہے جناب عالی اس میں آپ کا جھوٹا دعویٰ برہنہ ہو کر سامنے
آرہا ہے کیوں کہ آپ نے لکھا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ
بات واضح کی گئی ہے کہ خواتین کا طریقۂ نماز مردوں سے
مختلف نہیں ہے۔ تو برائے مہربانی قاری خلیل الرحمٰن جاوید
صاحب! ذرا وہ احادیث بتائیں کہاں پر ہیں کس کتاب کے

کس صفحہ پر ہیں کچھ تو دیانتداری کا مظاہرہ کریں کیوں اتنا بڑا
جھوٹ لکھ رہے ہیں کیا آپ کی نگاہ میں سارے قارئین
بیوقوف ہیں یا اندھے ہیں، یا اتنے ان پڑھ ہیں، کہ آپ کے
جھوٹ کو بغیر دلیل کے مان جائینگے اور سر آنکھوں پر رکھیں
گے یہ بات آپ کے مقلد اور نام کے اہل حدیث بشیر احمد
صاحب جیسے تو آنکھیں بند کرکے تسلیم کرلینگے لیکن ہم ایسا نہیں
کر سکتے ہم آپ سے بار بار پوچھینگے کہ جناب وہ واضح
احادیث جو اس موضوع پر صریح ہوں صحیح ہوں اور غیر معارض
ہوں وہ کہاں ہیں ہمیں تو آپ کے کتاب کے صفحہ نمبر ایک
سے لیکر صفحہ نمبر ۸۰ تک کہیں نظر نہیں آئیں ہیں وہ نہ جانے
کہاں چھپ گئی ہیں باقی **وَصَلُّوْ کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ** سے
آپ کا مقصد حل نہیں ہو رہا ہے وصلو صیغہ مذکر ہے یا مؤنث؟
اس پر تفصیلی بحث آگے آئیگی انشاء اللہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ
آپ کو ہدایت دے تاکہ آپ اپنی پارٹی کو بلادلیل مقدم نہ
رکھیں صحیح، صریح احادیث کو مانیں اور ان پر عمل کریں باقی
آپ اپنی ناقص سوچ، ناقص تحقیق، خود رائی اور ناقص فہم نہ
منوائیں شکریہ:

خادم دین اسلام وعلماء حق
ابو شکیل مشتاق احمد جتوئی لاڑکانہ
ایم ای اسلامک کلچر تاریخ ۱۰ جنوری ۲۰۰۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدُللہِ الَّذِیۡ نَصۡطَفٰی اما بعد!

آگے آپ نے خلاف موضوع اور عنوان سے ہٹ کر صفحہ نمبر۱۷ سے لیکر صفحہ نمبر۳۲ تک غیر متعلقہ باتیں لکھی ہیں۔ جن پر تبصرہ بھی غیر ضروری ہوگا باقی صفحہ نمبر۳۳ سے آپ نے اپنے وضع کردہ جھوٹ سے ابتداء کی ہے۔ ”میاں بیوی کی نماز“ ایک استفتاء کا جواب جناب اعلیٰ کس فتویٰ کا جواب اور پھر سوال کیوں؟ عنوان ہے استفتاء کا جواب ذیل میں سوال ہے اس صفحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب خود بہ نفس نفیس کسی کی بیوی بن کر مسلم خاتون کے روپ میں اپنی طرف سے ایک سوال تیار کیا ہے جس کی چار شکلیں بیان کی گئی ہیں!! اس قسم کا سوال مفتی صاحب سے بھی کیا گیا ہے جس میں سائل کا نام اور شہر مذکور ہے اور سوال سے بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ واقعی کوئی کسی شریر غیر مقلد کا ستایا ہوا ہے۔ اور یہاں سائلہ مجہول ہے لیکن سوال کا ابتدائی حصہ بھی مفتی صاحب والے سوال سے چوری کیا ہوا نظر آرہا ہے اور یہ خاتون پکی ٹھکی اہل حدیث ہے حیرانی اس بات کی ہے کہ لڑکا اہلحدیث۔ کیا یہ نام اہل حدیث نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کا رکھا ہے؟ ہرگز نہیں اہل حدیث تو صرف محدث کا لقب ہے باقی عام جاہل کو جس کو فن حدیث سے ذرا برابر بھی واقفیت نہیں اس کو اہل حدیث کہنا حدیث کی زبردست توہین ہے۔ اصل میں غیر مقلد حضرات برطانیہ کی رانی ملکۂ وکٹوریہ کی پیداوار ہیں اس دور میں ان کا نام وہابی تھا

اور لوگ ان سے وہابی نام کی وجہ سے نفرت کرتے تھے، لہٰذا انہون نے انگریز سرکار کو درخواست دی کہ ہم آپ کے وفادار ہیں اسلیئے ہمارا نام اہل حدیث رکھا جائے تاکہ ہم لوگوں کو دھوکہ دے سکیں اور ان کو پھر آپ کا ہمنوا بنا سکیں چنانچہ پھر انگریز سرکار نے یہ نام آپ کو الاٹ کیا کہ یہ لوگ اہل حدیث ہیں ترجمان وہابیہ میں اپنی انگریز سرکار کے لیے خدمات تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں ہم اہل سنت ہیں حدیث اور سنت میں ذرا فرق ملاحظہ فرمائیں اور وہ نام اپنائیں۔ دیکھیں حدیث تو ہر طرح کی ہوتی ہے۔ ضعیف بھی، موضوع بھی، منسوخ بھی، مرجوح بھی، محتمل بھی، معلول بھی، اور متروک بھی، اب پتا نہیں یہ سادہ لوح مسلمانوں کو کس حدیث کی طرف بلا رہے ہیں وہ کس نوع اور کس درجے کی حدیث ہے۔ مگر اس کے برعکس سنت ان تمام احتمالات سے پاک اور صاف ہوتی ہے۔ جس میں ایسی کوئی علت نہیں ہوتی اور وہ بہرحال قابل عمل اور معیار حق ہوتی ہے، کیونکہ وہ آخرتک رسول اللہ ﷺ کی معمول رہی ہوتی ہے خلفائے راشدین ؓ اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی اس کے مطابق ہوتا تھا۔ اس لیے حدیث کے بالمقابل سنت کا راستہ محفوظ اور زیادہ قابل عمل ہے اور آپکی حدیث کے مطابق ہے من احیا سنتی الی آخرہ ہم حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی، یہ سب اہل سنت ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوا کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے میں عرض کرونگا کہ مقابلہ حدیث اور اقوال آئمہ کا نہیں ہے جیسے غیر مقلد مشہور کرتے ہیں۔ بلکہ مقابلہ حدیث اور

سنت کا ہے ان کے پاس برائے نام حدیث ہے اور ہمارے پاس سنت رسول ﷺ ہے اور ہر سنت حدیث ہوتی ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں ہوتی!! اس لئے واحد اہل سنت ہی کا راستہ قابل نجات ہے، کیونکہ اس پر صحابہ کرام، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور فقہاء ومحدثین نے ہر دور میں چل کر دکھایا ہے اور اس پر چلنے والے ان بزرگان امت اور اسلاف کے پیچھے پیچھے منزل مقصود تک پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں۔ اب اس سائلہ ایک مسلم خاتون ڈیفنس فیز۲ کراچی کے سوال کا جواب ملاحظہ فرمائیں جو تیار کیا ہے قاری صاحب نے خاتون بن کر یا چہرا بدل کر یا عورت کا، روپ اختیار کرکے جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے!! پہلے سوال دیکھیں پھر جواب!

سوال: (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی حنفی اور لڑکا اہلحدیث کیا وہ اپنی بیوی کو حنفی مذہب کے خلاف اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق طریقۂ ادائیگی نماز پر پابند یا مجبور کرسکتا ہے؟

(۲) خاوند عورتوں کے معروف طریقہ سے ہٹ کر مردوں کی طرح نماز ادا کرنے پر مجبور کرتا ہے شرعا کیسا ہے؟

(۳) اہلحدیث شوہر کا کہنا ہے کہ عورتوں کی نماز کا مردوں سے مختلف ہونا احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہے کیا یہ درست ہے؟

(۴) حنفی بیوی کو اہلحدیث شوہر کا مذکورہ حکم ماننا ضروری ہے یا نہیں؟

چاروں سوالوں کا ترتیب وار الگ، الگ جواب ملاحظہ

فرمائیں:

جواب (۱) سب سے پہلے تو لڑکے کا نام اہل حدیث کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور پھر بھی وہ اپنے آپ کو اہلحدیث کہلواتا ہے تو یہ بڑا جاہل ہے اور ضدی۔ دوسرا حنفی مذہب ہے عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہے تو جاہل اہلحدیث جو کہ سنت نبوی ﷺ سے بالکل بے خبر اور اپنے متعصب، ضدی، ناقص فہم رکھنے والے نام کے اہلحدیث مولویوں کا اندھا مقلد خود مسائل سے ناآشنا کسی بھی صورت میں اپنی شریف بیوی کو طریقۂ ادائیگی نماز پر پابند یا مجبور نہیں کرسکتا ہے کیونکہ سنت نبوی ﷺ کے خلاف کسی جاہل اہلحدیث شوہر کی اطاعت نہیں کی جائیگی۔ جو حدیث کا مفہوم غلط سمجھے اس کی بات پر عمل کرنا گناہ ہے ثواب نہیں!!

جواب (۲) خاوند عورتوں کے معروف طریقہ سے ہٹ کر غیر معروف مردوں کی طرح نماز ادا کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا ہے بلا وجہ جبر کرنا، ناجائز ہے، غلط ہے شرعاً، گناہ ہے، کیونکہ وہ معروف طریقہ جو سنت کے مطابق ہے اس سے روکتا ہے۔ اور خود غلطی پر ہے۔ لہٰذا پہلے اپنی اصلاح کرے بعد میں **اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ** کا مصداق بنے یا اس دوسری آیت پر عمل کرے۔

یا ایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا۔

ایسا شوہر پہلے اپنی فکر کرے صحیح، صریح، واضح، اور غیر معارض حدیثوں کو ماننے اپنے نام کے اہلحدیث مولویوں کی ناقص تحقیق کو خیر باد کہے پہلے خود حقیقی حدیث کو ماننے والا

بنے پھر کسی کو ترغیب دے سکتا ہے سب سے پہلے اپنی اصلاح
کرے۔

جواب (۳) بالکل غلط ہے، صحیح، صریح، اور واضح،
احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عورتوں کا طریقۂ ادائیگی نماز
مردوں سے مختلف ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئیگی۔
اس شوہر کو صحیح، صریح، اور واضح احادیث کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

جواب (۴) حنفی بیوی کو اہلحدیث شوہر کا حکم سنت نبوی
ﷺ کے خلاف، صحیح، صریح، اور واضح، احادیث، واقوال صحابہ
وتابعین کے خلاف ماننا ممنوع ہے اتباع معروف میں ہوتی ہے
سنت کے خلاف کسی کی اطاعت نہیں! سینے پر ہاتھ باندھ لینا
عورت کے لیے آپ مان چکے ہیں صفحہ نمبر ٦٨ پر پھر اب ذرا
آپ اپنی دلیل والی روایت کو تحقیق کے آئینہ میں دیکھیں پھر
کسی دوسرے پر اعتراض کریں۔ آپ کے روایت صحیح ابن
خزیمہ کی ہے جس سے آپ سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل
لیتے ہیں وہ بالکل ضعیف ہے اور ناقابل اعتبار ہے آپ کی
صداقت کا حال یہ ہے کہ اس کا ضعیف ہونا بیان نہیں کیا اور
اس ضعیف حدیث کی بنیاد پر اپنے سارے غیر مقلدوں کو نماز
میں سینہ پر ہاتھ بندھواتے ہیں جناب قاری صاحب! ضعیف
حدیث کو صادق صاحب نے بھی نقل کیا جس کی حقیقت کو خود
ایک غیر مقلد نے واضح کردیا ہے صلواۃ الرسول کا جو محقق پہلا
ایڈیشن پاکستان سے چھپا ہے اس میں اس کا محقق اس حدیث
کے بارے میں لکھتا ہے۔ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن
اسماعیل سئی الحفظ ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تقریب جلد

دوم صفحہ نمبر ۲۹ میں کہا ہے، ابو زرعہ نے کہا کہ یہ بہت غلطیاں
کرتا ہے، اور امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، امام
ذہبی نے کہا ہے کہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے میزان
الاعتدال جلد ۴ صفحہ ۲۲۸ صلوٰۃ الرسول محقق ایڈیشن طبع اول صفحہ
۲۲۸ معلوم ہوا کہ صحیح ابن خزیمہ والی حدیث کو خود غیر مقلدین
علماء صحیح نہیں کہتے علامہ البانی نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اس
سلسلہ کی جتنی بھی حدیثیں ہیں، ہر حدیث میں کوئی نہ کوئی
راوی ضعیف ہے جس کی وجہ سے اس عنوان پر ایک بھی
حدیث صحیح نہیں ہے۔

اس گھر کو آگ لگی
گھر کے چراغ سے

تو محترم قاری صاحب پہلے آپ اپنے ہاتھ سینہ پر ثابت
کریں پھر ہم سے عورتوں کے بارے میں دلیل مانگیں۔ باقی
آپ کی حالت تو ظاہر ہے قرآن بھی نہیں لکھنا آتا دیکھیں اپنا
صفحہ ۳۵ صادقین کو صدقین لکھا ہے قرآن کی لفظی تحریف سے
بچو ورنہ اپنے بڑے بھائیوں کے زمرے میں چلے جاؤگے۔
شاید آپ کو شوق ہے ان سے ملنے کا کسی نے خوب کہا ہے۔

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

بڑے بھائیوں سے مراد وہ طبقہ ہے جو موجودہ قرآن مجید
کی تحریف لفظی ومعنوی کا قائل ہے خواتین کا طریقہ نماز مردوں
سے مختلف ہے۔

اکثر غیر مقلدین سادہ مسلمانوں کو خصوصاً خواتین کو یہ تاثر

دیتے ہیں کہ عورتوں کی نماز مردوں کی طرح ہے چنانچہ ان کی عورتیں بچاری محض ناواقفیت کی وجہ سے مردوں کی طرح نماز ادا کرتی ہیں جو کہ سراسر غلط ہے لھٰذا اس مسئلے کی تفصیلی وضاحت احادیث صحیحہ، صریحہ، غیر معارضہ، اور آثار صحابہ، واقوال تابعین وتبع تابعین وآئمہ فقہاء کی راہ نمائی میں موجود ہے۔ سبیل المؤمنین کی پیروی کرنی چاہئے اور حق کو قبول کرنا چاہئے کیونکہ حق کو تسلیم کرنا فتح ہے شکست نہیں۔ باقی جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے جو اہلحدیث کی تائید میں بخاری شریف کی حدیث سے استدلال کیا ہے وہ بالکل غلط ہے یہ ان کی خود رائی اور ناقص فہم کا کمال ہے ورنہ میں تو عرض کروں گا کہ ان حضرات نے بخاری شریف کو ہاتھ تک نہیں لگایا ہے محض اپنے غیر مقلد مولویوں کی ناقص تحقیق کو سامنے رکھ کر کتاب لکھی ہے اس لیے صفحہ نمبر ۳۷ پر مکمل حدیث نقل نہیں کی ہے صرف دوسطریں نقل کی ہیں ان میں بھی تلفظ کی غلطیاں ہیں دیکھیں قاری صاحب کی گوہر افشائی بلکہ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم برابر عمر کے کچھ جوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ''تیں'' دن تک آپ کی خدمت میں رہے آپ ﷺ کیونکر مہربان اور رحم دل تھے جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں گھر والوں کی یاد ستا رہی ہے تو آپ ﷺ نے ہم سے ہمارے اہل خانہ کے بارے میں دریافت فرمایا: ہم نے آپ ﷺ کو آگاہ کیا، پس آپ ﷺ نے

فرمایا!

ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْاهُمْ وَمُرُوْهُمْ.

اپنے اہل خانہ کی طرف واپس لوٹ جاؤ اور انہیں میں رہو اور انہیں تعلیم دو اور اچھی باتوں کا حکم دو۔

(وَذَكَرَ اَشْيَآءَ اَحْفَظُهَا اَوْلَا اَحْفَظُهَا)

اور کچھ ایسی باتوں کا بھی آپ ﷺ نے ذکر کیا جنہیں میں یاد رکھ سکا ہوں یا نہیں رکھ سکا اور فرمایا!

وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ.

جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو اور جب نماز کا وقت ہوجائے تو تم میں سے کوئی ایک آذان دے لے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امام بن جائے۔

''مردوزن کی نماز صفحہ نمبر ۳۷-۳۸ قارئین کرام اَب فیصلہ آپ کی عدالت میں ہے۔ آپ غیر جانبدار ہو کر ان کی پیش کردہ دلیل کو سامنے رکھیں اور ان کے دعویٰ کو بھی سامنے رکھیں پھر دیکھیں کہ واقعی دعویٰ کے مطابق دلیل ہے؟ دعویٰ یہ ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ پیش کردہ دلیل میں یہ وضاحت اور صراحت موجود

ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایک بھی جملہ ایسا نہیں جس میں یہ ہو کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح نماز پڑھیں۔ یا یہ ہو کہ مردوں اور عورتوں کے نماز کے طریقۂ ادائیگی میں کوئی فرق نہیں یا یہ ہو کہ عورتیں بھی مردوں والے طریقۂ سے نماز ادا کریں۔ اس حدیث میں کہیں اشارہ تک بھی نہیں ملتا۔ تو اس سے استدلال کرنا کتنی جہالت ہے آپ دیکھیں قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے صفحہ نمبر ۳۷ پر لکھا ہے کہ برابرعمر کے کچھ جوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تیس دن تک آپ کی خدمت میں رہے اور آگے صفحہ نمبر ۳۸ پر لکھتے ہیں کہ حضرت مالک بن حویرثؓ اپنے ساتھیوں سمیت بیس دن کے قیام کے بعد جب واپس ہونے لگے تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ جاؤ اور ان میں رہتے ہوئے تعلیم دو، قارئین اب ذرا غور کرو جو شخص ایک جگہ تیس دن کا قیام لکھ رہا ہے اور دوسری جگہ بیس دن کا کیا ایسے بیہوش قاری کی باتوں کا اعتبار ہے۔

جھوٹ کہنے سے جنہیں کو عار نہیں
ان کی باتوں کا اعتبار نہیں

قاری صاحب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ یہ فرمان پیش کریں جس میں تیس دن قیام کیا موجود ہو اور پھر یہ وضاحت اور صراحت ہو کہ مردوں کا طریقہ نماز اور خواتین کا طریقہ نماز ایک جیسا ہے اس میں کوئی فرق نہیں ہے؟ آپ کے پاس ایسی کوئی صریح دلیل موجود نہیں جس کی وجہ سے آپ نے

یہاں قیاس کیا ہے۔ آپ کی خود رائی اور ناقص فہم والے قیاس کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ ہمت ہے تو صحیح، صریح اور واضح حدیث پیش کرو؟ واضح دلیل نہ ہونے کی وجہ سے قاری صاحب نے اپنا غلط قیاس پیش کیا ہے دیکھیں مردوزن کی نماز صفحہ نمبر ۳۸ - ۳۹: ظاہر بات ہے کہ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے جس طرح رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تھا اپنے اہل خاندان کو اسی طریقۂ نماز کی تعلیم دی ہوگی!! دی ہوگی یہ قاری صاحب کا اپنا ایجاد کردہ قیاس ہے جس کو کوئی باشعور ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اور خود بھی شک میں مبتلا ہیں جب تک وہ صریح اور واضح تعلیم مالک بن حویرثؓ کی زبان مبارک سے پیش نہ کرے کہ وہ اپنی زبان مبارک سے یہ فرمائیں کہ مرد اور عورت کی نماز کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں ایک ہی طریقہ سے نماز ادا کرینگے اس وقت تک ان کا استدلال محض ایک وہم ہے پس ظاہر بات ہے والا قیاس اور تعلیم دی ہوگی والی ظنی بات قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور اسکی جملہ جماعت نام کے اہلحدیثوں کو مبارک ہو۔ ہم اہل سنت والجماعت حنفی تو صحیح، صریح، اور واضح، احادیث پر عمل کرینگے۔ اور نام کے اہلحدیث حضرات عمومی حکم پر قیاس، اور ظنی بات پر عمل کریں، صحیح اور صریح احادیث کا انکار کریں۔

پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

اب حسب وعدہ وہ بخاری شریف کی دونوں حدیثیں مکمل طور پر پیش خدمت ہیں جن میں کوئی صراحت، یا وضاحت موجود نہیں ہے ملاحظہ فرمائیں! بخاری شریف جلد اول کتاب الاذان

عربی نسخہ قدیمی کتب خانہ صفحہ نمبر ۸۷ حدیث نمبر ۵۹۸ جلد اول

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ مَّالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِيْ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلٰى اَهْلِيْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ.

ترجمہ: ہم سے معلی بن اسد نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم سے وہیب نے ابو ایوب کے واسطے سے حدیث بیان کی وہ ابو قلابہ سے وہ مالک بن حویرث سے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ حاضر ہوا۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں بیس دن رات تک قیام کیا آپ بڑے رحم دل اور رقیق القلب تھے جب آپؐ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کے اشتیاق کو محسوس کر لیا تو آپؐ نے ہم سے فرمایا کہ تم جا سکتے ہو، وہاں جاکر تم اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور نماز پڑھو جب نماز کا وقت ہوجائے تو کوئی ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے:

قارئین کرام! یہ وہ ہی حدیث ہے جس پر آپ ذرا غور

فرمائینگے تو بات سورج کی طرح کُھل کر سامنے آجائے گی کہ نہ اس مبارک فرمان میں عورتوں کا ذکر ہے نہ ان کو کسی قسم کا اشارہ یا کنایہ ہے کہ آپ مردوں کی طرح نماز پڑھیں۔ یا یہ ہو کہ مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ ادائیگی ایک جیسا ہے۔ یا یہ ہو کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں!! شاید آینده یہ بھی قیاس کر لیں کہ عورت بھی اذان دیا کرے اسلئے کہ حدیث میں اذان کا بھی ذکر ہے اور سن رسیدہ کی امامت کا بھی ذکر ہے تو اگر کس جگہ بڑی عمر والی عورت ہو اور مرد چھوٹے ہوں تو کیا وہاں عورت امامت کرے گی؟

اس وضاحت اور صراحت سے اس حدیث مبارکہ میں دور کا تعلق بھی نہیں پھر بھی اس کے باوجود جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اس سے اپنا قیاس کرکے اس امت کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، کی نماز سنت طریقہ سے ہٹا کر اور صحیح، صریح، اور واضح، احادیث کے خلاف، اپنے ناقص فہم کے ایجاد کردہ قیاس کے مطابق ادا کروا رہے ہیں جو کہ بڑا جرم اور گناہ کبیرہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو صحیح فہم اور ہدایت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین۔ اب یہ حسب وعدہ دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں جس کے کچھ الفاظ زیادہ ہیں اور اس حدیث کے راوی کو بھی شبہ ہے کہ کچھ الفاظ میں محفوظ کرسکاہوں اور کچھ نہیں کر سکا دراصل واقعہ ایک ہی ہے اس حدیث پر محدثین کی بحث بعد میں ملاحظہ فرمائیں وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ حدیث نمبر ۴۰۱ بخاری شریف جلد اول کتاب الاذان

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِيْنَ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيْمًا رَّفِيْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا اَهْلَنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ارْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَكَرَ اَشْيَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا اَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ.

ترجمہ: ہم سے محمد بن مثنیٰ نے حدیث بیان کی کہا کہ ہمیں عبدالوہاب نے خبر دی کہا کہ ہمیں ایوب نے ابو قلابہ کے واسطے سے خبر دی کہا کہ ہم سے مالک نے حدیث بیان کی کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم حاضر ہونے والے ہم عمر اور نوجوان تھے آپ کی خدمت مبارک میں بیس دن اور راتیں قیام رہا رسول اللہ ﷺ بڑے رحم دل اور رقیق القلب تھے جب آپ نے محسوس کیا کہ ہمیں اپنے گھر جانے کا اشتیاق ہے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھر کسے چھوڑ کر آئے ہو۔ ہم نے بتایا پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور ان کے ساتھ قیام کرو انہیں دین سکھاؤ اور دین کی باتوں کا حکم کرو آپ نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا جن کے متعلق (مالک نے کہا کہ) مجھے وہ یاد ہیں یا (یہ کہا کہ) یاد نہیں ہیں اور (فرمایا کہ) اس طرح نماز پڑھنا جیسے تم نے مجھے پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہوجائے تو کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

قارئین کرام یہ حدیث ہے جس سے غلط قیاس کیا ہے ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن صاحب نے اور جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے اب اس کا مشترکہ جواب پیش خدمت ہے امید ہے کہ حق اور ناحق الگ الگ ہوجائینگے حق کے سامنے باطل نہیں ٹھرتا۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا.

ترجمہ: اور کہو حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کا کام ہی مٹنا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ یعنی حق کو باطل سے نہ ملاؤ حدیث بالا میں یہ وضاحت یا صراحت موجود نہیں ہے کہ مرد اور عورت کی ادائیگی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ یا یہ ہو کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح نماز ادا کریں۔ یا یہ ہو کہ مردوں اور عورتوں کا طریقہ ادائیگی نماز ایک جیسا ہے۔ اس طرح کی کھلی وضاحت یا صراحت حدیث بالا میں بالکل نہیں کہیں اشارہ یا کنایہ تک بھی نہیں تو پھر بھی بطور دلیل اس حدیث کو پیش کرنا جہالت کا واضح ثبوت ہے۔ باقی جس جملہ سے یہ دونوں حضرات دلیل لیتے ہیں ذرا اس کی بھی حقیقت کو مد نظر رکھیں پھر انصاف سے فیصلہ کریں کہ حق کس جماعت کے ساتھ ہے اور ناحق پر کون ڈٹا ہوا ہے وَصَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ کہ ”تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“

اس فرمان مبارک سے مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہ

ہونے کی دلیل پکڑنا ہر گز صحیح نہیں کیونکہ سب سے پہلے نبی
کریم ﷺ نے یہ خطاب تو حضرت مالک بن حویرثؓ اور ان
کے رفقاء کو اس وقت فرمایا تھا جب وہ آپ ﷺ کی خدمت
وصحبت سے مستفید ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے، لھٰذا
اس وقت آپؐ کے مخاطب مرد حضرات تھے عورتیں نہیں تھیں۔
اور وَصَلُّوا صیغہ مذکر ہے مؤنث نہیں۔ دوسرا نماز دیکھنے والے
حضرت مالک بن حویرثؓ اور ان کے رفقاء ہیں تو میرا سوال
ہے کہ کیا ان حضرات سے ایک بھی ایسی روایت ذخیرہ احادیث
میں موجود ہے کہ اس فرمان میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی
شامل ہیں اور وہ بھی مردوں کی طرح نماز ادا کریں گی اگر
ہے تو حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا وہ قول پورے
ذخیرہ احادیث سے پیش کرو؟ اگر نہیں تو اپنا ایجاد کردہ قیاس
اپنے تک محدود کرو۔ امت کی تمام مائیں، بہنیں، اور بیٹیاں
آپ کے جھوٹے قیاس کی پابند نہیں ہیں۔ تیسرا اس حدیث
میں یہ صاف موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ کو جس طرح نماز
پڑھتے ہوئے دیکھو اس طرح تم نماز پڑھو۔ تو صحابہ نے دیکھا
کہ حضور کریم ﷺ صحابہ کرام کی امامت کرایا کرتے تھے۔(۱)
اور عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی جبکہ مرد عورت کہ
امامت کرا سکتا ہے۔ حوالہ محلی ابن حزم جلد سوم صفحہ ۱۳۵
اور۱۳۶ عن علی رضی اللہ عنہ۔ (۲) آپ ﷺ کپڑا ٹخنوں سے
اوپر رکھ کر نماز پڑھتے تھے۔ جبکہ نماز میں عورت کے ٹخنے ننگے
نہ ہوں۔ حوالہ ابود اؤد شریف جلد اول صفحہ۹۷ عن امّ سلمہ
رضی اللہ عنہ مرقاۃ جلد اول صفحہ ۵۰۲ اور مشکوٰۃ صفحہ ۷۳۔

آپ ﷺ سر مبارک پر عمامہ پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ (۳) جبکہ
عورت عمامہ یا ٹوپی نہیں پہن سکتی۔ اس کے علاوہ مرد کا اگر سر
ننگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بحالت مجبوری جان بوجھ کر نہیں
لیکن نماز میں عورت کا سر کھلا نہ ہو۔ حوالہ ابو داؤد شریف جلد
اول صفحہ۹۶ عن عائشہ رضی اللہ عنہا (۴) آپ ﷺ کو صحابہ
کرام کی امامت کراتے اور منبر پر خطبہ سناتے دیکھا گیا خطبہ
خواہ جمعہ کی نماز کا ہو یا عیدین کا (۴) عورت مسجد کے ممبر پر
کبھی خطبہ نہیں دے سکتی خواہ وہ جمعہ نماز کا ہو یا عیدین کا
ہو۔ (۵) آپ ﷺ ہمیشہ فرض نماز مسجد میں باجماعت ادا
کرتے تھے۔ (۵) عورتوں کو مسجد میں آنا فرض نہیں بلکہ انکے
گھر زیادہ بہتر ہیں۔ حوالہ ابو داؤد جلد اول صفحہ ۸۴ ابن عمر
رضی اللہ عنہ (۶) آپ ﷺ پر اور تمام صحابہ، و تابعین، اور
پوری امت کے مردوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے۔ (۶) جبکہ
امت کی تمام عورتوں کو رخصت ہے۔ (۷) آپ ﷺ اور تمام
صحابہ وتابعین اور پوری امت کے مرد مسجد میں آتے یا باہر
جاتے وقت خوشبو استعمال کرسکتے ہیں۔ (۷) جبکہ عورتیں گھر
سے باہر یا مسجد میں جانے کے لیے خوشبو استعمال نہیں
کرسکتیں۔ تو میرے بھائی حضور انور ﷺ کی طرف سے اکثر و
بیشتر خطاب عام ہی ہوتا ہے، اس کے باوجود عورتیں بہت سے
جگہ اس خطاب میں شامل نہیں ہوتیں اور عورتوں کے لیے
استثنائی احکام الگ سے ہوا کرتے ہیں۔ فریضۂ حج اور شریعت
کے دوسرے احکام میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں یہاں
خوفِ طوالت اجازت نہیں دیتا ورنہ کچھ عرض کردیتا۔ پھر اس

حدیث بالا میں یہ صاف موجود ہے کہ حضور انور ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے جس طرح دیکھو اسی طرح تم نماز پڑھو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اس امت کے تمام مرد و عورتوں کے سارے افراد کا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا ممکن نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو براہ راست نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ تو اب ان کی تعلیم پر عمل کیا جائیگا اور ان کے پیش کردہ طریقے کو معیار حق سمجھا جائیگا کہ انہوں نے جس طرح مردوں اور عورتوں کی نماز کی ادائگی کو نقل کیا ہے وہی طریقہ صحیح ہے اور حق ہے اُسی کا اعتبار کیا جائیگا۔ اب کچھ اہل علم حضرات کے خدمت میں اس حدیث کے ضمن میں اہل علم شارحین کی تشریحات پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ: صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ قال وهذا اذا اخذ مفردا عن ذكر سببه وسياقه اشعربانه خطاب للامة بان يصلوا كما كان يصلى فيقوى الاستدلال به على كل فعلٍ ثبت انه فَعَلَهٗ فى الصلاة لكن هذا الخطاب انما وقع لما لک بن حويرث واصحابه بان يوقعوا الصلاة على الوجه الذى راوه ﷺ نعم يشاركهم فى الحكم جميع الامة بشرط ان يثبت استمراره ﷺ علىٰ فعل ذالک الشئى المستدل به دائماً حتىٰ يدخل تحت الامرويكون واجباً وبعض ذالک مقطوع باستمراره عليه واما مالم يدل دليل علىٰ وجوده فى تلک الصلوات التى تعلق الامر بايقاع الصلواة على صفتها فَلاَ نحكم بتناول الامر له. (فتح البارى جلد۱۳ صفحه ۲۹۲،

کتاب الاخبار الاحاد، باب نمبر ا) هذا الخطاب وقع لما لک ابن الحويرث واصحابهٗ فلايتم الاستدلال الافيما ثبت من فعلهٗ حال هذاالامر اما مالم يثبت فلا (التلخيص الحبير للعلامة العسقلانى جلد اول باب صفة الصلواة) اس کے علاوہ علامہ محمد بن احمد علیش رحمۃ اللہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ فَلَمْ يَاْمُرْهُمْ اِلَّا بِفِعْلٍ مَارَاَوْ وَاَهْلُ الْعِلْمِ نَائِبُوْنَ عَنْهُ ﷺ فَهُمْ مِثْلُهٗ فِى الْاِقْتِدَاءِ فَكَاَنَّهٗ قَالَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِىْ اُصَلِّىْ اَوْرَاَيْتُمْ نُوَّابِىْ يُصَلُّوْنَ. (منح الجليل شرح مختصر خليل جلد اول فصل فى بيان حكم فعل الصلاة فى جماعة)

ترجمہ: تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دیکھے جانے والے فعل کا حکم دیا اور صحابہ کرام و دیگر اہل علم نبی کریم ﷺ کے نائب ہیں تو آپ ﷺ کے نائب اس اتباع واقتداء کیے جانے کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی طرح ہوئے گویا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا کہ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح سے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ یا (اگر تم مجھے نہیں دیکھ رہے بلکہ تم میرے نائبین (صحابہ کرام وتابعین الی آخرہ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔

اس کے علاوہ علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ نے بخاری شریف کی شرح میں فرمایا ہے:

اَلْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَةُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ یَحْتَاجُ فِیْهَا اِلیٰ مَعْرِفَةِ تَلَقِّی الصَّحَابَةِ لَهَا کَیْفَ تَلَقَّوْهَا مِنْ صَاحِبِ الشَّرِیْعَةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِ وَسَلَامُهُ فَاِنَّهُمْ اَعْرَفُ بِالْمَقَالِ وَاَفْقَهُ بِالْحَالِ.

ترجمہ: یعنی نبی کریم ﷺ سے منقول احادیث کے بارے میں یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے قول کو سب سے زیادہ پہچانتے تھے اور آپ ﷺ کی حالت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے۔

حوالہ (المدخل لابن الحاج جلد اول صفحہ ۹۰ اور ۹۱ فصل فی العالم وکیفیۃ ونیتہ ملخصا) اگر بخاری شریف کی حدیث: وَصَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ. کا مطلب وہی ہوتا جو جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب اور ان کے ہمنوا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب بیان کرتے ہیں تو پھر صحابہ کرام مرد اور خواتین کی نماز میں فرق کے قائل کیوں کر ہوتے۔ اور نبی کریم ﷺ کے پچھلے نائبین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور اس کے بعد تابعین ہیں پھر تبع تابعین جن کے حوالوں کی تفصیل انشاء اللہ آگے پیش کی جائیگی۔ جن میں مرد وعورت کی نماز میں فرق صاف اور واضح ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث تو موجودہ دور کے غیر مقلد حضرات کے سوال میں

مذکورہ ابو انشاء قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کے بالکل برعکس ہے لہٰذا یہ مرد و عورت کی نماز کے طریقہ میں فرق کے قائل حضرات اہل السنّت والجماعت کی دلیل بنتی ہے۔ بہرحال جناب قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب کا قیاس اور وسوسہ بالکل غلط ثابت ہوا، وہ اس حدیث سے ہرگز ہرگز استدلال نہیں کر سکتے باقی ان حضرات میں اگر ہمت ہے تو کوئی صحیح صریح حدیث پیش کریں۔ اگر صحیح نہیں ملتی تو حسن پیش کریں، اگر حسن درجہ کی نہیں ملتی تو موقوف، یا ضعیف پیش کریں لیکن اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ جس طرح حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے صریح احادیث پیش کی ہیں اس طرح آپ بھی ایسی صریح روایت لائیں ہر ایک روایت کے مقابلہ میں چاہے آپ کی روایات ضعیف بھی ہونگی تب بھی مان لینگے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین کرام آپ کے سامنے وہ احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں جو حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی نے اپنے رسالہ بعنوان "خواتین کا طریقہ نماز" میں پیش کی ہیں۔ لیکن ہمارے قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب اور ان کے ہمنوا ان حدیثوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اور ان کے برعکس ایسی صریح احادیث پیش کرنے سے بھی قاصر اور عاجز ہیں۔ فقط جرح کرکے ان تمام احادیث کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا

ان احادیث کی توثیق پیش کی جاتی ہے اب جو نبی پاک ﷺ کی احادیث کو ماننے والا مرد مجاہد سچا وفادار ہوگا وہ سر تسلیم خم کر دیگا:

بنتے ہو وفادار وفا کرکے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

حالانکہ جرح اپنے بنائے ہوئے اصول کے مطابق نہیں کی۔ کیونکہ ان کے ہاں شرعی دلیل صرف قرآن و حدیث ہے۔ تو جرح بھی قرآن وحدیث سے پیش کرتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے اصول کے خلاف اُمتی غیر نبی کی بات کو بغیر شرعی دلیل کے مان کر نبی پاک ﷺ کی صحیح احادیث سے منہ پھیر لیا ہے اب ملاحظہ فرمائیں حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب کی پیش کردہ۔

پہلی حدیث اور اس کی توثیق ملاحظہ فرمائیں پھر صحیح حدیث کو مان کے دکھائیں۔

(۱) عن ابن عُمر رَضی اللہُ عنہ انہ سُئل کَیفَ کَانَ النساءُ یُصَلِّینَ عَلیٰ عَھدِ رَسُولِ اللہِ ﷺ قَالَ کُنَّ یَتَربَّعنَ ثُمَّ اُمِرنَ اَن یَّحتَفِزنَ) جامع المسانید جلد اول صفحہ ۴۰۰

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ خواتین حضور اکرم ﷺ کے مبارک زمانے میں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے چار زانو ہوکر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر نماز ادا کریں۔

اس حدیث پر قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے جرح اور اعتراض کیا ہے لہٰذا ان حضرات کے خدمت میں اس حدیث کی توثیق محدثین کرام کی تحقیق سے پیش خدمت ہے کیونکہ ان کا طریقہ استدلال اسی طرح کا ہے۔ امید ہے کہ محدثین کرام کی تحقیق وتوثیق کو ملاحظہ فرماکر صحیح حدیثوں کو مان لینگے اور اس پر اپنی خواتین کو عمل کرائینگے۔ اور حدیث پاک کے مقابلے میں اپنی بلاوجہ کی ضد اور عناد کو خیرباد کہینگے۔ انشاءاللہ اب ذرا صحیح حدیث پر محدثین کی توثیق ملاحظہ فرمائیں:

قلت هٰذا اسناد صحیح (متن اعلاء السنن، کتاب الصلاۃ، باب طریق السجود) وبه یظهر لکل من له مسکة ان مسانید الامام معتبرة معتمدة عکف علیها الحفاظ وانکب علیها المحدثون شرحاً واختصاراً وجمعاً وترتیباً وزیادة واحتجاجا واستدلالاً (اعلاء السنن کتاب الصلاۃ باب طریق السجود جلد۳ صفحہ ۳۲)

یہ بیان کردہ سند جامع المسانید کی بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ اسی صفحہ پر دوسندین اور بھی ہیں (واخرجه) القاضی عمر بن الحسن الاشنانی صدوق ہے لسان المیزان ج۴ صفحہ ۲۹۲ حرف العین۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث کی شرح میں محدث حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

(کُنَّ یَتَرَبَّعْنَ) اَیْ فِیْ حَالِ قُعُوْدِهِنَّ (ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ یَّحْتَفِزْنَ) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالزَّائِی، اَیْ یَضْمُمْنَ اَعْضَائَهُنَّ بِاَنْ یَّتَوَرَّکْنَ فِیْ جُلُوْسِهِنَّ. (شرح مسند ابی حنیفۃ باب فی صفۃ الجلوس فی التشھد)

ترجمہ ”خواتین نماز کے قعدے کی حالت میں پہلے چار زانو (یعنی چوکڑی مارکر) بیٹھا کرتی تھیں، پھر انہیں نماز میں (مردوں کے برعکس) اپنے اعضاء ملانے کا حکم دیا گیا۔ اور وہ اس طرح سے کہ خواتین قعدے کی حالت میں تورک کریں یعنی اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال دیں اور سُرین زمین کے ساتھ ملا کر بیٹھیں۔“

کیونکہ چارزانوں بیٹھنے کے مقابلہ میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے میں جسم کا سمٹنا، لپٹنا، اور سکڑنا زیادہ پایا جاتا تھا اور چوزانو بیٹھنے میں پھیلاؤ زیادہ تھا، اس لیے عورتوں کے لیے پردہ کے اصول کی وجہ سے بالآخر وہ نشست ہی مقرر ٹھری جس میں جسم اور اعضاء کا باہم ملاپ زیادہ پایا جاتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت مرفوع حدیث کا درجہ رکھتی ہے:

وقول الصحابی: کنا نفعل کذا اوامرنا کذا فی حکم المرفوع کما تقدم (اعلاء السنن ج۳ صفحہ ۲۷ ان اضافهٔ الیه ای الیٰ عهد رسول اللہ ﷺ فهو مرفوع وحجة قطعاً والافالظاهران المراد بکنا نفعل کذا او کانوا یفعلون کذا

التقریر، فیکون الظاهر انه مرفوع وحجة (قواعد فی علوم الحدیث مقدمه اعلاء السنن ۱۲۷

قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَلَسَ فِی الرَّکْعَةِ الْاَخِیْرَةِ یَفْرِشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ الْاُخْرٰی وَیَقْعُدُ عَلٰی مَقْعَدَتِهِ وَکَانَ ﷺ یَنْهٰی عَنْ اِفْتِرَاشِ السَّبُعِ فِی الْجُلُوْسِ وَهُوَ اَنْ یَّجْلِسَ مَادا ذِرَاعَیْهِ عَلَی الْاَرْضِ وَکَانَ ﷺ یَاْمُرُ النِّسَآءَ اَنْ یَّحْتَفِزْنَ اَوْیَتَرَبَّعْنَ فِی التَّشَهُّدِ. (کشف الغمة عن جمیع الامة کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، فصل فی الجلوس الاخیر والتشهد فیه).

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی آخری رکعت میں قعدے کے لیے بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھالیا کرتے تھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیا کرتے تھے اور اپنے سرین پر بیٹھ جاتے تھے۔ اور نبی علیہ السلام (مردوں کو) اس طرح درندوں کے طریقے پر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھا کر بیٹھا جائے، اور نبی کریم ﷺ عورتوں کو تشہد کی حالت میں سمٹ کر (یعنی دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر اور زمین سے چمٹ کر) بیٹھنے کا، یا چوزانوں بیٹھنے کا حکم فرماتے تھے۔“

فائدہ: خواتین کے لیے چوزانو بیٹھنے کے مقابلہ میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کی فضیلت اور اس کی وجہ دیگر روایات اور فقہائے کرام کی عبارات میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کی اس نشست میں سمٹنا اور سکڑنا اور اس کی وجہ سے پردہ کی زیادہ سے زیادہ رعایت پائی جاتی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے طریقہ پر نماز پڑھنے والی عورتوں کے بارے میں مغفرت کا وعدہ ہے جو ابن عمر کی دوسری روایت میں آگے ذکر آرہا ہے۔

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
دل اور دے ان کو یا دے مجھ کو زباں اور

حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب نے دوسری حدیث حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے پیش کی ہے اس پر بھی ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے فضول اعتراض کیا ہے اور غلط بیانی کی ہے کہ اس سے سینہ پر ہاتھ باندھنا ثابت نہیں ہوتا۔ جواب: قاری صاحب! کیوں غلط بیانی کرتے ہو مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب نے کب اس سے سینہ پر ہاتھ باندھنا مراد لیا ہے کہاں ہے۔ ذرا نشاندھی تو کریں؟

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ. اہل حدیث کہلاتے ہو تو پھر حدیث کو مان کر دکھاؤ حقیقت سے چشم پوشی کرکے غلط مفہوم پیش نہ کریں۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت اور اس کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔ اب تک تو آپ نام کے اہل حدیث ہیں دیکھیں کہ صحیح حدیث کو مان کر کام کے اہل حدیث بنتے ہیں کہ نہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

(۲) وَعَنْ وَائِلَ بْنَ حُجْرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. يَا وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ اِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ اُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور کریم ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل ابن حجر! جب تم نماز شروع کرو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائے۔

حوالہ دیکھیں۔ مجمع الزوائد جلد دوم، صفہ ۱۰۱ حدیث نمبر ۲۵۹۴ کتاب الصلواۃ کے علاوہ یہ روایت معجم طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۷۴۹۷ جلد ۲۲ صفحہ ۱۸، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۹۴۴۰ جلد ۷۔

فائدہ: نبی کریم ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلاتے وقت مردوں کو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانے کا حکم دیا اور

عورتوں کو اپنے دونوں ہاتھ چھاتی اور سینہ تک اٹھانے کا حکم فرمایا۔ اس سے صاف واضح ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے مرد اور عورت کی نماز میں خود فرق بیان فرما دیا۔ اس کی وجہ وہی اصول ہے کہ عورت کے حق میں اس طریقہ میں زیادہ پردہ ہے اور عورت کا ہر وہ عمل جو ستر اور پردہ کی ہیئت کے مطابق ہو وہ اسلامی غیرت کی ترجمانی کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ محترم قارئین حدیث کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

معجم طبرانی کبیر کی مندرجہ بالا حدیث کی پوری سند یہ ہے۔

حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی، قال حدثتنی میمونة بنت حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر قالت: سمعت عمتی ام یحیٰ بنت عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیها عبدالجبار عن علقمة عمها عن وائل بن حجر قال: الخ

اس سند میں امام ھیثمی رحمتہ اللہ نے حدیث کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، البتہ ام یحیٰ کے بارے میں فرمایا ہے کہ مجھے ان کا تعارف نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

رواه الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونة بنت حجر عن عمتها ام یحییٰ بنت عبدالجبار ولم اعرفها وبقیة رجاله ثقات.

مگر میرے بھائی قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب! اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! امام ہیثمی رحمتہ اللہ کے تعارف نہ ہونے سے اس حدیث کی سند پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

لہٰذا اس حدیث کی سند معتبر ہے، دیکھیں حاشیہ اکمال الکمال میں ام یحیٰ کے بارے میں ہے! بنت عبدالجبار بن وائل کنیتها ام یحیٰ روت عنها میمونة بنت حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر ذکرها ابن مندة فی تاریخ النساء. (حاشیه اکمال الکمال جزء ۲ صفحه ۴۷۸) اور تاریخ دمشق میں ان کا نام "کبشة" مذکور ہے چنانچہ وائل بن حجر کے باب میں ہے۔ (حدثتنا میمونة بنت حجر بن عبدالجبار ابن وائل قال: سمعت عمتی کبشة ام یحیٰ بنت عبدالجبار بن وائل عن ابیها و عن علقمة عمها عن وائل ابن حجر) تاریخ دمشق جزء ۶۲ صفحه ۳۹۰ باب وائل بن حجربن سعد). اور مزید قواعد فی علوم الحدیث میں ہے۔ وقال الذهبی فی المیزان وماعلمت فی النساء من اتهمت ولا من ترکوها (قواعد فی علوم الحدیث صفحه۳۸۹ (وراجع لتفصیل جهالت الراوی) "قواعد فی علوم الحدیث صفحه۲۶۶" قاری صاحب! اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! آپ اپنے قیاس کو چھوڑیں صحیح حدیث کو مانیں اور تسلیم کریں کہ عورتوں کی عزت وناموس پردہ میں ہی ہے اس کی وجہ وہی اصول ہے کہ عورت کے حق میں اس طریقہ میں زیادہ سے زیادہ پردہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اعلاء السنن۔

(اَلْقِیَاسُ الْخَفِیُّ یُوَافِقُ الْحَدِیْثَ فَاِنَّ مَاوَرَدَ بِهِ الْحَدِیْثُ اَسْتَرُلَهَا وَزِیَادَةُ السَّتْرِ مَطْلُوْبَةٌ لَهَا فِی الشَّرِیْعَةِ الْمُقَدَّسَةِ)

قیاس خفی (استحسان) حدیث کے موافق ہے بیشک حدیث نے جو چیز پیش کی ہے وہ عورت کیلئے زیادہ پردہ والی ہے۔ اور زیادہ پردہ ہی عورت کیلئے شریعت مطہرہ میں مطلوب ہے۔

اعلاء السنن ج۲، صفحہ۱۸۱ اور حدیث ترمذی میں **اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ** یعنی عورت سراپا ستر ہے مشکواۃ کتاب النکاح یہ وہی وائل بن حجر ہے جو آپ نے بخاری شریف سے پیش کیا تھا اس کی صراحت اور وضاحت کو قبول فرمائیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالروٴف سکھروی صاحب کی پیش کردہ تیسری حدیث اور اس کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

(عن یزید بن ابی حبیب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ عَلیٰ اِمْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذَالِکَ کَالرَّجُلِ)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جب سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹادو اس لئے کہ اس میں عورت مرد کی مانند نہیں ہے۔

رواہ ابو داؤد فی امراسیل ورواہ البیھقی من طریقین موصولین لکن فی کل منھما متروک کذا فی التلخیص الحبیر صفحہ ۱۸ (۱:۱۹۱) قلت کلام الحافظ یدل علیٰ ان المرسل لیس فیہ احد متروک وفی فوز الکلام للعلامۃ محمد قائم السندی قال البیھقی ھو احسن من وصولین فی ھذا الباب (متن اعلاء السنن کتاب الصلاۃ باب طریق السجود جلد اول صفحہ ۲۰۳) السنن الکبریٰ للبیھقی ج۲ صفحہ ۲۲۳ اعلاء السنن بحوالہ مراسیل ابی داؤد ج۳ صفحہ ۱۹)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے کی حالت میں عورت کو اپنے جسم کے اعضاء کو زمین سے چمٹا دینے اور ملا دینے کا حکم ہے، اس حدیث سے اصولی انداز میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نماز کے بعض احکام میں عورتوں کا حکم مردوں کی طرح کا نہیں ہے، بلکہ مردوں اور عورتوں کی نماز کے طریقہ ادائــگـــی میں کچھ فرق ہے۔ اور اس فرق کی تفصیل مختلف احادیث وروایات صحابہ کرام کے آثار اور تابعین کے اقوال کی روشنی میں فقہاے کرام نے بیان فرمادی ہے۔ باقی روایت کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔ مراسیل ابو داوٴد کے حوالے سے اس حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بہت سے اہل علم حضرات کے نزدیک تو مرسل حدیث قابل عمل ہوتی ہے، اور جن حضرات کے نزدیک قابل عمل نہیں ہوتی ان کے نزدیک بھی یہ حدیث حجت ہے، کیونکہ اس حدیث کو امام بیھقی نے دو موصول طریقوں سے بھی روایت کیا ہے۔ اور اگر مرسل حدیث کو دوسرے موصول اور مرسل سندوں سے قوت حاصل ہوجائے تو پھر وہ بھی قابل عمل ہوجاتی ہے۔ نیز غیر مرسل کی سند میں متروک ہونے کا اعتراض بھی درست نہیں۔ کیونکہ مرسل میں کوئی متروک نہیں اسی وجہ سے امام بیھقی نے فرمایا! (ھو احسن من موصولین فی ھذاالباب) لہٰذا یہ حدیث بلاشبہ قابل استدلال اور معتبر ہے۔ چنانچہ احادیث کی مفصل ومدلل شرح اعلاء السنن میں ہے ملاحظہ فرمائیں نیچے حاشیہ

قوله عن يزيد بن ابی حبيب الخ 'قلت دلالته علی هيئة سجود المراة ظاهرة' قال فی عون الباری: فمن يری المرسل حجة وهو مذهب ابی حنيفة ومالک فی طائفة ولامام احمد فی المشهور عنه فحجتهم المرسل المذکور من لايری المرسل حجة کالشافعی وجمهور المحدثين فباعتضاد کل من الموصول والمرسل بالاخر وَحصول القوة من الصورة المجموعة قال فی فتح الباری وهذا مثال لما ذکره الشافعی من ان المرسل يعتضد بمرسل آخر او مسند وقال النووی الحديث الضعيف عند تعددالطريق يرتقی عن الضعف الیٰ الحسن ويصير مقبولا معمولا به قال الحافظ السخاوی ولايقتضی ذالک الاحتجاج بالضعيف فان الاحتجاج انما هو باالهيئة المجموعة کالمرسل حيث اعتضد بمرسل آخر ولو ضعيفا کما قاله الشافعی والجمهور (اعلاً السنن جلد ٣ صفحه٢٦ مع نيل صفحه٢ ١٥٩٢)

حیرانی کی بات یہ ہے کہ ان حضرات کی خواہش کے مطابق اگر ضعیف ترین روایت کیوں نہ ہو وہ بھی لے لیتے ہیں۔ باقی ان کے عقیدہ اور پارٹی کے بنائے ہوئے اصول کے خلاف کتنی بھی صحیح، صریح روایتیں کیوں نہ ہوں اسکا فوراً انکار کردیتے ہیں۔ اس پر کسی نے خوب کہا ہے کہ:

لباس خضر میں سینکڑوں رہزن بھی پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر

حضرت مولانا مفتی عبدالروف سکھروی صاحب کی پیش کردہ روایت نمبر چار بمع توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَۃُ وَفِیْ الْمِشْکٰوۃِ وَضَعَتْ فَخِذَھَا عَلٰی فَخِذِھَا الْاُخْرٰی فَاِذَا سَجَدَتْ اَلْصَقَتْ بَطْنَھَا فِیْ فَخِذَیْھَا کَأَسْتَرِ مَایَکُوْنُ لَھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیْھَا وَیَقُوْلُ یَا مَلَائِکَتِیْ اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھَا.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملالے اس طرح کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ستر ہوسکے اور اللہ تعالیٰ اس کے طرف دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس عورت کی بخشش کردی۔

(الکامل لابن عدی جز٢ صفحہ٢٠٤، بیھقی جلد دوم صفحہ٢٣٣ اخبار اصبحان جلد دوم صفحہ٣٣٦ کنزالعمال جلد٧ صفحہ٥٤٩ حدیث نمبر٢٠٢٠٣ اس حدیث پر جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ اب توثیق ملاحظہ فرمائیں:

امام بیھقی رحمتہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ''لایحتج بامثالھما ''جس کی وجہ سے بعض

لوگوں کو اس روایت پر اعتراض ہے لیکن اولاً تو اس کے دوسرے شواہد ہونے کی وجہ سے یہ حدیث معتبر ہے جیسا کہ اعلاء السنن میں ہے۔

(قلت: ولہ شواہد قد مرت) (اعلاءِ السنن ج۳،صفحہ۳۳)

مزید غور طلب بات یہ ہے کہ امام بیھقی نے یہ بات کس بنیاد پر فرمائی ہے۔ کیونکہ جرح کو مفسر ہونا چاہیے مبہم جرح کی کوئی حیثیت نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں راوی ابو مطیع حکم بن عبداللہ ہے۔ جن پر کچھ محدثین نے مُرجئہ ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔اور کہا ہے کہ وہ جنت اور دوزخ کے پیدا ہونے کے بعد فنا ہونے کے قائل تھے۔ مگر یہ الزام بے بنیاد ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ خود ان کے اپنے کلام سے ان دونوں الزامات کی واضح طور پر نفی ہوتی ہے۔ امام ابن تیمیہ نے مجموعہ فتاویٰ میں اور امام ابن قیم جوزی نے اجتماع الجیوش الاسلامیہ علیٰ غزوالمعطلۃ والجھمیۃ میں امام بلخی اور فقہ اکبر کی عبارات سے اہل سنت کے عقیدے پر استدلال فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت علامہ محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب تانیب الخطیب میں اس کے اعتراض نمبر۴۸ کے ذیل میں مدلل ومفصل جواب تحریر فرمایا ہے۔ لہٰذا ابو مطیع حکم بن عبداللہ کی کئی محدثین نے توثیق کی ہے اور یہ وہ عظیم الشان فقیہ ومحدث ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عقائد کے موضوع پر جامع کتاب فقہ اکبر کے راوی ہیں۔ اس میں وہ اپنی زباں سے جنت و دوزخ اور مرجہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

(ولا نقول ان حسناتنا مقبوله وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول المسئلة مبينة مفصلة (متن الفقہ الاکبر مشمولۃ شرح ملا علی القاری رحمۃ اللہ صفحہ۷۷)

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: (والجنة والنار مخلوقتان اليوم لاتفنيان ابدا) (شرح ملا علی القاری صفحہ ۹۸ اور۹۹ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ کیا فرماتے ہیں: والجنۃ والنار مخلوقتان الیوم لاتفنیان ابدا ایضاً علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ کیا فرماتے ہیں قال العلامۃ اللکنوی (ولم يقبل جرح بعضهم فی الامام ابی حنيفة وشيخه حماد بن ابی سليمان وصاحبيه محمد وابن يوسف وغيرهم من اهل الكوفة بانهم كانوا من المرجئة (الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل صفحہ ۲۱ الرصد الثانی بعض المسائل فی الجرح والتعدیل مشموله مجموعۃ رسائل اللکنوی ج ۵ قال الا مام الذھبی۔ وفيها ابو مطيع الحكم بن عبدالله البلخی الفقيه صاحب ابی حنيفة وصاحب كتاب الفقه الاكبر وله اربع وثمانون سنة ولی قضاءِ بلخ وحدث عن ابن عون وجماعة قال ابو دائود: كان جهمياً تركوا حديثه وبلغنا ان ابا مطيع كان من كبار الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر) (العبر فی خبر من غبر ج۱صفحہ۶۱) وكان بصيراً بالرای، حافظاً للمسائل كان ابن المبارك يعظمه ويجله. روى عنه: احمد بن منيع، وايوب بن الحسن الفقيه وعقيق بن محمد وعلی ابن الحسين الذهلی ونصر بن زياد، والخراسانيون،وقدم بغداد مرات، قال محمد بن الفضيل البلخی: سمعت حاتما السقطی: سمعت ابن

المبارک یقول: ابو مطیع له المنة علیٰ جمیع اهل الدنیا قلت حاتم لایعرف، وما اعتقد فی ابن المبارک انه یطلق مثل هذه العبارة. قال محمد بن الفضیل البلخی: وقال حاتم: قال مالک بن انس لرجل: من این انت؟ قال: من بلخ قال: قاضیکم ابو مطیع انه قام مقام الانبیاء. (تاریخ الاسلام، حرف الحاءِ ج٣، صفحہ٤٥٧)

قال الامام الصغدی: صاحب کتاب الفقه الاکبر تفقه بابی حنیفة وولی قضاء بلخ وکان بصیراً بالرای وکان ابن المبارک یعظمه. (الوافی بالوفیات، حرف الحاءِ جزءِ٤ صفحہ ٣٠٧) قال ابو یعلیٰ الخلیلی: (وهو صالح فی الحدیث) (الارشاد فی معرفۃ علماءِ الحدیث لابی یعلیٰ الخلیلی، الباب ابو مطیع الحکم بن عبداللہ جزءِ اول صفحہ١٤٦) خطیب بغدادی فرماتے ہیں (وکان فقیها بصیراً بالرای وولی قضاءِ بلخ) تاریخ بغداد ج٣ ص٤٦٨ قال العکری: (وبلغنا ان ابا مطیع کان من کبار الآمرین بالمعروف والناهین عن المنکر) حوالہ مروج الذهب جزءِ اول صفحہ٣٥٠) قال التقی الغزی: (الامام العامل احد اعلام هذه الامة ومن اقرله بالفضائل جهابذة الائمة.....یقول بالحق ویعمل به) (حوالہ طبقات السنیہ فی تراجم الحنفیۃ جلد اول صفحہ٢٦٣) قال ابن قطلوبغا (تفقه علیه اهل بلاده وکان ابن المبارک یجله لدینه وعلمه) تاج التراجم فی طبقات الحنفیۃ جلد اول ذکر من اشتر بالکنیۃ) قال ابو عبداللہ محمد بن احمد العثمان: (وکان بصیرا بالرای علامة کبیرالشان) حوالہ میزان الاعتدال جلد اول صفحہ٥٧٤)

قال العلامۃ الکشمیری! (والفقه الاکبر من تصنیف ابی مطیع البلخی الحکم بن عبداللہ تلمیذ ابی حنیفة وهو متکلم فیه وعندی انه صدوق، وفی المیزان کان ابن المبارک، یعظمه ویوقره) العرف الشذی جلد اول تحت حدیث نمبر٢٤٦ صفحہ٢٩٤)

یہ تھی اس روایت کی توثیق پھر مرد و عورت کی نماز میں فرق کے ثبوت کا سارا مدار صرف اس روایت پر نہیں۔ خود امام بیہقی رحمہ اللہ بھی عورت کے لیے رکوع اور سجدے میں اعضاء کو ملاکر رکھنے کے قائل ہیں انشاءاللہ وہ حوالہ آگے پیش کیا جائیگا۔ اور مزید فائدہ: اس حدیث سے مرد اور عورت کی نماز کے طریقے ادائگی میں جزوی فرق کے علاوہ اصولی طور پر یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عورت کے لئے مرد سے جو مختلف احکام ہیں وہ اس علت پر مبنی ہیں کہ ان میں پردے کی زیادہ سے زیادہ رعایت ہے۔ لہٰذا اس علت اور اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت کی نماز میں ایسے امور کا لحاظ رکھا گیا ہے جن سے عورت کے حق میں پردے کی زیادہ سے زیادہ رعایت ہوسکے۔ اس حدیث کا بنیادی تقاضا یہی ہے تاکہ ایسے طریقہ پر نماز پڑھنے کی برکت سے عورت اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر رحمت اور بخشش کی مستحق ہوسکے۔ قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب! آپ بھی اس طرح ہر ایک روایت کے مقابلے میں ایسی وضاحت، اور صراحت کے ساتھ ایک، ایک صحیح حدیث پیش کرو۔ اگر ذخیرہ احادیث میں سے آپ کو صحیح نہیں ملتی توحسن درجہ کی لاؤ اگر وہ بھی نہیں ملتی تو کسی صحابی کا موقوف قول پیش کرو۔ اگر

آپ کے پاس وہ بھی نہیں تو کوئی صریح موضوع پر دلالت کرنے والی ضعیف سے ضعیف حدیث پیش کرو انشاءَ اللہ ہم احناف مان جائینگے۔ کہ واقعی آپ کے سارے مسائل ہی حدیث سے ہیں۔ باقی آپ کے قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہم اس کو ہرگز نہیں مانینگے ہمت ہے تو میدان میں کمر باندھ کر اترو ورنہ لوگوں کو دھوکہ نہ دو کہ ہم اہل حدیث صرف اور صرف حدیث کو مانتے ہیں یہ کھلم کھلا جھوٹ ہے؟

بلاتی ہیں موجیں کہ طوفاں میں اترو
کہاں تک چلوگے کنارے کنارے

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی پیش کردہ پانچویں حدیث پیش خدمت ہے۔

(۵) **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ التسبیح للرجال والتصفیق للنساءِ)** ترمذی صفحہ۸۵ سعید کمپنی مسلم شریف ج۱ صفحہ ۱۸۰ اور ۱۸۱ اور یہ بخاری ج۱ صفحہ ۱٦۰ میں بھی ہے) ترجمہ: حضور کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر نماز کے دوران کوئی ایسا امر پیش آجائے جو نماز میں حارج ہو تو) مردوں کے لئے یہ ہے کہ وہ تسبیح کہیں اور عورتیں تصفیق (یعنی ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ کی پشت سے مارنا) تالی بجائیں۔ الحمدللہ قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے پہلی مرتبہ اس حدیث کو ماننے اور اس پر عمل کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ قاری صاحب! جب آپ مان رہے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے عورت کیلئے جہاں کس عمل کو خاص کیا ہو وہ عمل

مردوں کیلئے نہیں ہے اور جس عمل کو آپ ﷺ نے مردوں کیلئے مخصوص کیا ہو اس عمل میں خواتین شامل نہیں ہوسکتیں (مرد وزن کی نماز۴۸) قاری صاحب! ہم بھی یہی بات کہتے ہیں کہ عورت پردے کی پابند ہے اس لئے ان کے احکام مردوں سے مختلف ہیں جیسا کہ آپ نے اب صفحہ۴۸ پر مان لیا ہے اور اس سے آگے آپ نے صفحہ ٦۲اور ٦۳ ٦۴ پر بھی تفصیل سے خود مانا ہے کہ (١٦) مقام پر عورت مرد کی طرح نماز نہیں پڑھ سکتی، فرق ہے اس فرق کو ماننے کے باوجوداپنی خواہ مخواہ کی ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں آخر کیوں؟ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي. سے غلط قیاس کرکے اپنی پیش کردہ ١٦حدیثوں کے خلاف امت کے عورتوں کی نماز کو خلاف حدیث وخلاف سنت ادا کرواتے ہو؟ آخر کیوں اور وہ بھی اپنے ناقص فہم و ناقص قیاس کی بناءَ پر! افسوس ہے آپ کی اس دو رخی چال پر۔

بنتے ہو وفا دار وفا کرکے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

جب آپ فرق کے قائل ہیں تو اس پر قائم رہو اور اعلان کرو کہ عورتوں کی نماز مردوں سے مختلف ہے! حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب کی پیش کردہ چھٹی حدیث اور اس کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔

(٦) **قال ابوبکر بن ابی شیبۃ سمعت عطاء سئل عن المراۃ کیف ترفع یدیھا فی الصلاۃ قال حذ وثدییھا (وقال**

ایضا بعد اسطر) لا ترفع بذالک: یدیها کالرجل واشار فخفض یدیه جداً وجمعها الیه جداً وقال ان المراة هیئة لیست کالرجل). (مصنف لابی بکر بن ابی شیبہ ج١ صفحہ٢٣٩ اور ٢٧٠۔)

ترجمہ: امام بخاری کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک اور فرمایا نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں اور انہوں نے اس بات کو جب اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔ اس روایت پر بھی حضرت قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے اپنی کم علمی کی وجہ سے اعتراض کیا ہے۔ اب اس کی توثیق ملاحظہ فرمائیں۔ اس روایت کی مکمل سند حسب ذیل ہے۔ حدثنا هشیم قال اخبرنا شیخ لنا قال سمعت عطاء الخ.

جناب قاری صاحب نے اس روایت پر صرف اتنی بات لے کر اعتراض کردیا ہے کہ اس روایت کی سند میں ہشیم نے یہ فرمایا ہے 'شیخ لنا' اور شیخ مجہول ہے کیونکہ شیخ کا نام معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں؟ تاکہ ان کا حال معلوم کیا جائے۔ جناب قاری صاحب اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! آپ حضرات کے جواب میں عرض یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہی حضرت ہشیم خود ایک مقام پر فرماتے ہیں!

(حدثنا هشیم قال اخبرنا شیخ یقال له مسمع بن ثابت قال رایت عطاء فعل مثل ذالک) (دیکھیں حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ باب نمبر ٧٥، فی ثواب الصلاۃ العتمۃ فی اللیلۃ المظلمۃ حدیث نمبر٣) اسی طرح ایک اور مقام پر امام ابوبکر بن ابی شیبہ اسی سند سے بیان کرتے ہیں! (حدثنا هشیم اخبرنا مسمع بن ثابت قال رایت عطاء فعل مثل ذالک)(مصنف ابن ابی شیبہ جزء ٨ صفحہ ٤١٢) اس سے معلوم ہوا کہ وہاں ان کے شیخ سے مراد مسمع بن ثابت ہیں اور یہ روایت سند کے اعتبار سے درست ہے۔ دوسرا یہ کہ حضرت عطاء اور ان جیسے دیگر جلیل القدر تابعین کی اس جیسی روایات کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ تابعی براہ راست شاگرد ہے صحابی رضی اللہ عنہ کا اور صحابی رضی اللہ عنہ براہ راست شاگرد ہے نبی کریم ﷺ کا تو ان کی بات کو مؤمن کے لیے حجت ہونا باعث فخر ہے۔ لیکن اس کے برعکس اہل حدیثوں پر حیرانی ہے کہ یہ لوگ جب ماننے پہ آجاتے ہیں تو اپنے اہل حدیث کہلانے والے مولوی صاحب کی بات کو ایسا مانتے ہیں جیسے حدیث کو مان لیا اور جب نہ ماننے پہ آتے ہیں تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہ کی بات کو بھی دیوار پر دے مارتے ہیں۔ اپنے مولوی کی ناقص فہم اور غلط قیاس کے آگے صحابی کی بات بھی غلط ہے۔ اسی طرح تابعی رحمہ اللہ کے قول کی بھی ان کے ہاں کوئی وقعت نہیں۔ تو جناب عالی ہمارے ہاں آپ کا قیاس، وسوسہ اور ظنی بات کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بمقابلہ خیرالقرون، ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عطاء کے متعلق محدثین کا ارشاد (وعطاء ابن ابی رباح امام مطلق فی الحدیث) دیکھیں، المبسوط للسرخسی جلد ١٤ کتاب الشفعۃ)۔

قَوْلُ التَّابِعِيّ الْكَبِيرِ الَّذِي ظَهَرَ فَتْوَاهُ فِي زَمَنِ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا كَالصَّحَابِيِّ كَذَا فِي التَّوْضِيحِ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي إِعْلَامِ الْمُوَقِّعِينَ قَدِ اخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي ذَالِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ يَجِبُ اتِّبَاعُ التَّابِعِيّ فِيمَا أَفْتَى بِهِ وَلَمْ يُخَالِفْهُ فِيهِ صَحَابِيٌّ وَلَا تَابِعِيٌّ وَهٰذَا قَوْلُ بَعْضِ الْحَنَابِلَةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَقَدْ صَرَّحَ الشَّافِعِيُّ فِي مَوْضِعٍ بِأَنَّهُ قَالَ لَهُ تَقْلِيدًا بِعَطَاءٍ وَهٰذَا مِنْ كَمَالِ عِلْمِهِ وَفِقْهِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَجِدْ فِي الْمَسْئَلَةِ غَيْرَ قَوْلِ عَطَاءٍ فَكَانَ قَوْلُهُ عِنْدَهُ أَقْوَى مَا وَجَدَ فِي الْمَسْئَلَةِ وَمَنْ تَأَمَّلَ كُتُبَ الْأَئِمَّةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَجَدَهَا مَشْحُونَةً بِالْاِحْتِجَاجِ بِتَفْسِيرِ التَّابِعِي)

ترجمہ: کسی بڑے تابعی کا قول ھمارے نزدیک صحابی کے قول کی طرح حجتہ ہے (وہ تابعی جس کا فتویٰ زمانہ صحابہ میں ظاہر ہوچکا ہو) کتاب توضیح میں بھی یہی بات ہے اور حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ سلف کا اس مسئلہ میں اختلاف رہا ہے بعض لکھتے ہیں کہ تابعی جس کے بارے میں فتویٰ دے اسکی تابعداری واجب ہے جبکہ کسی صحابی اور تابعی نے مخالفت نہ کی ہو۔ یہ قول بعض حنابلہ اور بعض شوافع کا ہے اور شافعیؒ نے ایک جگہ میں تصریح کی ہے کہ وہ اس قول مین عطاء ابن ابی رباح کی تقلید کرتے ہیں اور یہ انکے کمال علم اور کمال فقہ کی بنیاد پر۔ کیوں کہ شافعی نے اس مسئلہ میں عطاء بن ابی رباح کے

سوا کسی کا قول نہیں پایا لھذا اس کا قول شافعی کے نزدیک سب اقوال سے زیادہ قوی ہے اور جو آدمی ائمتہ کی کتابیں اور بعد کے علماء کی کتابیں دیکھے گا تو وہ سب کتابوں کو اس حال میں پائیگا کہ ساری کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ تابعی کے تفسیر سے دلیل لیا گیا ہے۔

حوالہ (قواعد فی علوم الحدیث مقدمہ اعلاء السنن ۱۳۲)

قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب جیسے تعصب پرست معترضین نے اس روایت کے ایک (راوی) ابن جریج پر یہ جرح واعتراض کیا ہے کہ جب وہ لفظ 'عن' سے روایت کریں توان کی روایت معتبر نہیں۔ قاری صاحب آپ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے کہ عن والی روایت کو غیر معتبر کہیں کیا یہ بات اللہ تبارک وتعالیٰ سے آپ کو ملی ہے یا رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟ آخر آپ کے ہاں کس کا قول حجت ہے جب آپ کسی تابعی کی بات کو نہیں مانتے تو بعد والے ابن الحجر، اور علامہ ذھبی کی بات کو کس منہ سے مانتے ہو؟ (ا) میں حیران ہوں کہ آپ ا. نہ ماننے پہ آتے ہو تو صحابیؓ کی بات کو بھی نہیں مانتے، اسی طرح تابعیؒ کی بات کو بھی نہیں مانتے اور جب اپنے مقصد کے لئے ماننے پہ

آجاتے ہو تو علام ذہبیؒ کی بات کو صحابیؓ سے اور تابعیؒ سے
بھی زیادہ مانتے ہو اور اسی طرح علامہ ابن الحجر عسقلانی کی
بات کو بھی ان سے زیادہ مانتے ہو آخر ایسا کیوں کرتے ہو؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

میرے بھائیو! اس طرح کی جرح واعتراض ہرگز درست
مؤثر نہیں، ورنہ تو ان کی وہ تمام سینکڑوں روایات بھی غیر معتبر
ٹھرتی ہیں جو بخاری شریف اور مسلم شریف سمیت حدیث کی
دوسری مشہور و معروف کتابوں میں لفظ 'عن' کے ساتھ مروی
ہیں؟ آپ دونوں حضرات کی خدمت میں بطور نمونہ ایک حدیث
شریف صحیح بخاری شریف کی مندرجہ ذیل سند کے ساتھ پیش
خدمت ہے ذرا ملاحظہ فرمائیں۔
(حدثنا اسحاق ابن نصر حدثنا عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج
عن عطاء قال سمعت ابن عباس الخ)
(بخاری شریف، کتاب الصلوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ
واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ حدیث ۳۸۷ اسی طرح
بطور نمونہ ایک حدیث کی سند صحیح مسلم شریف سے ملاحظہ
فرمائیں **(حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن نمیر جمیعا عن
حفص بن غیاث قال ابن نمیر حدثنا حفص عن ابن جریج عن
عطاء عن عبید بن عمیر عن عائشہ)**
(حوالہ مسلم شریف کتاب الصلاۃ باب استحباب رکعتی سنۃ
الفجر والحث علیھما وتخفیفھما حدیث نمبر ۱۱۹۲)۔ جناب قاری

صاحب! اس بات کو ملحوظ رکھنا نہایت ضروری اور اہم ہے کہ
کسی بھی راوی پر ہر قسم کی جرح واعتراض مؤثر ومعتبر نہیں ہوا
کرتا۔ کیونکہ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جو علم حدیث کی
کتابون میں موجود ہیں۔ ورنہ تو امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور
امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ جیسے امیرالمؤمنین فی الحدیث سمیت تقریباً
تمام محدثین پر بھی جرح کرنے والوں نے جرح واعتراضات
کیے ہیں۔ اگر ان کو صحیح اور معتبر مانا جائے تو ذخیرہ۔احادیث
کی تمام کتابوں کا غیر صحیح اور غیر معتبر ہونا لازم آتا ہے جو کہ
ہرگز ہرگز کسی طرح بھی درست نہیں۔ لھٰذا جناب قاری خلیل
الرحمٰن جاوید صاحب اور جناب حافظ صلاح الدین یوسف
صاحب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کے آپ نے جو یہ
طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ آپ کو جو بھی حدیث اپنے نظریے
کے خلاف نظر آتی ہے، تو اس کو ہر حالت میں رد کرنے کے
لیے جہاں سے چاہیں اٹھاکر جرح واعتراض کردیتے ہیں، یہ
سلسلہ اور طریقہ دین اسلام و ایمان کے لیے فائدہ کے بجائے
بڑا خطرناک اور نقصان پہنچانے والا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ
کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ اپنے قیاس
وسوسہ اور ظنی بات کو چھوڑ کر احادیث صریحہ ، صحیحہ پر عمل پیرا
ہوں۔ جب کہ آپ کے ہاں فتاویٰ ستاریہ میں ہے کہ ضعیف
حدیث بھی قابل عمل ہے۔ اس پر بھی عمل کیا جائیگا۔ لیکن افسوس
کہ آپ اپنے غلط قیاس کو حدیث پر ترجیح دے رہے ہیں جو
سراسر نا انصافی اور خواہ مخواہ کی ضد پر مبنی ہے! جو بالکل غلط
ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ آمین ثم

آمین۔ اور حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی پیش کردہ ساتویں حدیث اوراس روایت کی توثیق پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اور حدیث پر عمل کرکے دکھائیں۔

(۷) (حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ وَعَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا).

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر اور سکڑ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو (پیٹ اور سینے کے ساتھ) ملا کر رکھے۔

حوالہ بیہقی صفحہ ۲۲۲ جلد۲ ومصنف ابن ابی شیبہ جلد اول صفحہ۳۰۲۔

اس روایت پر جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے لغوقسم کا فضول اعتراض کیا ہے! لھٰذا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جناب عالی! اس روایت کی سند بالکل صحیح اور معتبر ہے، اور حضرت حارث کی وجہ سے اس روایت پر جرح غلط ہے۔ (قلت رجاله رجال الجماعة الاالحارث فهو من رجال الاربعته قد اختلف فيه ووثقه ابن معين وقال ابن شاهين في 'الثقات' قال احمد بن صالح المصري، 'الحارث الاعور ثقة ماحفظه وما احسن ماروى عن علي' واثنى عليه قيل له فقد قال الشعبي: كان يكذب قال: لم يكن يكذب في الحديث، انما

كان كذب في رايه. (متن اعلاء السنن مع شرح ج۳، صفحہ ۳۱)

اس روایت پر حافظ صلاح الدین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس روایت کے ایک راوی حارث ہیں جو رفض کے ساتھ متھم ہیں، لھٰذا یہ روایت معتبر نہیں۔ مگر ان دو صاحبان کو جو معترض ہیں سب سے پہلے تو محدثین کی اصطلاح میں رفض کی حقیقت اور اس کے اقسام کو سمجھنا چاہیے کہ کسی راوی کے ساتھ رفض کا مبہم لفظ آنے سے جرح مؤثر قرار نہیں پائی جاتی، چہ جائیکہ رفض کی یہ نسبت درست بھی نہ ہو، تو پھر بہت دور کی بات ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ ان کی احادیث ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، نسائی شریف، اور ابن ماجہ وغیرہ میں بھی موجود ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اصول حدیث کی معتبر کتاب تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں۔ (الحارث ابن عبدالله الهمداني الاعور حديث الحارث في السنن الاربعته والنسائي) (ماخوذ از الرفع والتكميل في الجرح والتعديل صفحہ۳۸) کیا قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب مذکورہ احادیث کی معتبر کتابوں میں سے حضرت حارث کی تمام روایات کو غیر معتبر قرار دینے کی جرائت کرسکتے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ کر جائیں! اور اس کے ساتھ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ نے تہذیب التہذیب جلد دوم میں حضرت حارث کے معتبر ہونے پر متعدد محدثین کے حوالے نقل فرمائے ہیں پھر بھی آپ کو نظر نہ آئے تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔ اس پر کسی نے خوب فرمایا ہے

کہ:

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

اور قواعد فی علوم الحدیث میں ہے: صفحہ ٧٢ اور ٧٣

قال فی التدریب الراوی (تنبیه) الحسن ایضاً علیٰ مراتب کالصحیح: قال الذهبی: فاعلیٰ مرتبة! بهزبن حکیم عن ابیه عن جده وعمرو بن شعیب عن ابیه عن جده، وابن اسحٰق عن التیمی، وامثال ذالک مما یقول: انه صحیح وهو ادنیٰ مراتب الصحیح، ثم بعد ذالک ما اختلف فی تحسینه وتضعیفه کحدیث الحارث ابن عبدالله وعاصم بن ضمرة وحجاج بن ارطاة ونحوهم) میں جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب، اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ حضرت حارث کی حدیث حسن صحیح درجے کی ہے اور اس پر آپ کا اعتراض تعصب اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ شاید کہ آپ اپنے مسلک کو نمایاں کرنے کی خاطر حق سے بھی انحراف کرتے ہو۔

چمن کے رنگ و بونے اس قدر دھوکہ دیا مجھ کو
کہ میں نے ذوق گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

یہ اہل حدیث پارٹی کام نہیں آئی گی اتباع سنت کا مادہ پیدا کرو۔ اپنے غلط قیاس کو چھوڑ دو ورنہ آخرت کا بڑا نقصان ہوگا۔

ہم دعا دیتے رہے وہ دغا سمجھتے رہے
ایک ہی نکتے نے محرم سے مجرم کردیا

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔
اور اب حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب کا پیش کردہ دلیل نمبر (٨) ملاحظہ فرمائیں اور مان کر دکھائیں۔

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ عنہ سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ (سب اعضاء کو) ملالے اکٹھی ہوجائے اور سکڑ جائے۔

(حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ جلد اول ٣٠٢)

یہ روایت حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کو کہیں نظر نہیں آئی وجہ ناقص اور قلیل مطالعہ ہے اس لیے تو پہلی روایت بھی نظر نہیں آئی ہے شاید آنکھیں بھی کمزور معلوم ہوتی ہیں کیونکہ پہلے حوالہ جو درج ہے وہ جامع المسانید جلد اول صفحہ٤٠٠ پر ہے (دیکھیں خواتین کا طریقۂ نماز صہ، ٣٩) لیکن موصوف نے جامع المسانید کا صفحہ ٢٠٠ تلاش کیا اور خوش ہوگئے کہ حوالہ نہیں ہے بہرحال یہ ایک ضمنی بات تھی اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ

اس میں ایک راوی یزید بن حبیب ہے جس کے بارے میں
حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ 'کان یرسل' کہ وہ ارسال
کیا کرتا تھا۔ جواب قاری صاحب! یہ ثابت کریں کہ اس نے
اس روایت میں ارسال کیا ہے یا اس روایت میں اس کی
تدلیس عیاں ہے؟ باقی آپ کو بہانہ بنا کر ساری احادیث کا
انکار کرناہے تو کرو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ وتابعینؒ کو نہیں
ماننا ہے تو نہ مانو آپ اپنی مرضی کے مختار اور بادشاہ ہو صحیح کو
ضعیف کہدو کوئی مضائقہ نہیں۔ ضعیف کو صحیح کہ دو۔ آپ سے
کون پوچھ سکتا ہے؟ یہ موقعہ نہیں ورنہ آپ کو آپکا اصلی چہرہ
انور دکھا دیتا وہ روایت سامنے لاتا۔ خیر پھر صحیح، کسی نے خوب
کہا ہے کہ۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

اس روایت میں لفظ احتفاز کے معنیٰ لپٹنے اور سمٹنے کے
آتے ہیں چنانچہ مشہور لغت المغرب میں ہے! فی الحدیث
(اذا صلت المراة فالتحتفز ای فتنضام کتصنام المحتفزو
هوالمسوفز افتعال من حفزه اذ امركه وازعجت (المغرب ماده
الحاء مع الفاء) فائدہ: 'افقہ الصحابۃ' حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ کی اس حدیث میں عورت کو (مردوں کے برعکس) اکٹھی
ہونے اور سمٹنے کا حکم پردے کی رعایت ہی کی وجہ سے ہے۔
اور اس اصول کی رعایت عورت کے لیے نماز کی تمام حالتوں
یعنی قیام، رکوع، سجدے اور قعدے میں مطلوب اور نماز کی ان

تمام حالتون میں فرق سے متعلق متعدد احادیث اور اقوال صحابہ
وتابعین ذکر کیے جائینگے۔

صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کا درجہ

غور طلب گذارش ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک
تمام جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار واقوال بھی
دلیل اور حجت ہیں بلکہ صحابۂ کرام اور خلیفۂ راشد حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے مذکورہ نوعیت کے ارشادات مرفوع حدیث اور
سنت کا درجہ رکھتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: کہ میری
امت کو بھی وہی حالات پیش آئیں گے جو بنی اسرائیل کو پیش
آئے، جس طرح کی بد اعمالیوں میں وہ مبتلا ہوئے میرے
امت کے لوگ بھی مبتلا ہوں گے، بنی اسرائیل بہتر (۷۲)
فرقوں میں بٹ گئے تھے لیکن میرے امت کے تہتر (۷۳)
فرقے ہوجائیں گے جن میں سے ایک فرقہ کے علاوہ سب
دوزخ میں جائیں گے، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ دوزخ
سے نجات پانے والا کونسا فرقہ ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ ناجی فرقہ۔ 'مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی' یعنی وہ
جماعت جو میرے طریقے پر اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلے
گی وہ نجات پائی گی۔ (حوالہ ترمذی، ابو داوٗد)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے فرمایا: کہ جو شخص اقتداء و پیروی سنت کے
مطابق کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء و پیروی کرلے، کیونکہ یہ

حضرات ساری امت میں سب سے زیادہ اپنے دلوں کے اعتبار سے پاک اور علم کے اعتبار سے گہرے اور تکلف اور بناوٹ سے بالکل الگ اور عادات کے اعتبار سے معتدل اور میانہ روا اور حالات کے اعتبار سے بہترین ہیں۔ یہ وہ جماعت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کی صحبت، اور دین کی اقامت کے لیے انتخاب کر کے پسند فرمایا ہے۔ لہٰذا تم ان کی قدر ومنزلت، شان، ومرتبہ کو پہچانو اور ان کے آثار کا اتباع کرو کیونکہ یہی لوگ ہدایت یافتہ اور صراط مستقیم پر ہیں۔ (المدخل لابن الحاج جلد اول فصل فی العالم وکیفیۃ نیتہ۔ اعلام الموقعین جلد دوم فصل عقد مجلس مناظرۃ بین صاحب حجۃ ومقام صحابہ ۴۱) اسی طرح جلیل القدر تابعین جنہوں نے صحابہ کرام سے غیر معمولی استفادہ کیا ان میں سے حضرت عطاء، حضرت ابن جریج، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قتادہ، حضرت زہری، حضرت مجاہد، اور حضرت حسن بصری، وغیرہ رحمہم اللہ کے اقوال بھی حجت اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ خصوصاً جبکہ وہ صحابہ کرام اور ان سے بڑھ کر مرفوع احادیث کے مطابق ہوں۔ کیونکہ انہوں نے براہ راست صحابہ کرام کی زندگی کو اپنایا اور اس سے مکمل دین سیکھا۔ جیسا کہ حضرت عطاء اور حضرت ابن جریج کی روایات پہلے گذر چکی ہیں۔ جن کے ضمن میں حضرت عطاء وابن جریج کے بارے میں مسند احمد کے حوالے سے اہل مکہ کا یہ قول ذکر کیا گیا ہے کہ:

حضرت ابن جریج نے نماز حضرت عطاء سے سیکھی، اور حضرت عطاء نے حضرت ابن زبیر سے سیکھی ہے۔ اور حضرت

ابن زبیر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سیکھی ہے۔ الخ

اس سلسلہ میں اہل علم حضرات کے لیے چند حوالہ جات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں!

پہلا حوالہ

وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ اِذَا صَحَّ لَهُ قَوْلٌ عَنْ وَاحِدٍ مِنَ الْمَعْرُوْفِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قُضِيَ بِهٖ وَقُدِّمَهُ عَلَى الْقِيَاسِ لِقَوْلِهٖ ﷺ "اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی ایک صحیح قول کسی بھی معروف صحابی سے ثابت ہے تو اسی سے فیصلہ ہوگا اور اس قول کو قیاس پر بھی مقدم کیا جائیگا کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کی دامن پکڑوگے یعنی اتباع کرو گے ہدایت پاؤگے۔

(المبسوط للسرخسی جلد ۸ جزء ۱۶ کتاب ادب القاضی

دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں

وَالْحَاصِلُ اَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ يَجِبُ تَقْلِيْدُهٗ عِنْدَنَا اِذَا لَمْ يَنْفِهٖ شَيْئٌ آخَرُ مِنَ السُّنَّةِ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ صحابی کا قول حجۃ ہے ہمارے نزدیک اس کی اتباع کرنا لازم ہے جبکہ کوئی حدیث اس قول کی نفی نہ کرے۔

(ردالمختار جلد ۲، باب الجمعۃ، وفتح القدیر جلد ۲ باب صلاۃ الجمعۃ)

تیسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں

وَقَالَ الْخَطِيْبُ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِى الْمَوْقُوْفَاتِ عَلَى الصَّحَابَةِ جَعَلَهَا كَثِيْرٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْمَرْفُوْعَاتِ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ فِىْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهَا وَتَقْدِيْمِهَا عَلَى الْقِيَاسِ وَاِلْحَاقِهَا بِالسُّنَنِ انتهىٰ.

خطیب بغدادی نے موقوفات صحابہ کے بارے میں کہا ہے کہ بہت سارے فقہاء نے موقوفات کو مرفوعات کا حکم دیا ہے کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور قیاس پر مقدم ہے اور احادیث رسول سے ملحق ہیں۔

(مقدمہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۱۵)

چوتھا حوالہ ملاحظہ فرمائیں

قَوْلُ التَّابِعِيِّ الْكَبِيْرِ الَّذِىْ ظَهَرَ فَتْوَاهُ فِىْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا كَالصَّحَابِيِّ.

کسی بڑے تابعی کا قول (جس کی فتویٰ صحابہ کے زمانہ میں ظاہر ہوئی ہو) صحابی کی طرح حجتہ ہے ہمارے نزدیک۔

(قواعد فی علوم الحدیث مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ۱۳۲)

پانچواں حوالہ ملاحظہ فرمائیں

اَلَّذِيْنَ اتَّفَقَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اِمَامَتِهِمْ كَالزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ وَعَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ وَاَمْثَالِهِمْ.

ترجمہ: جن اہل علم فقہاء اور محدثین نے ان کی امامت پر اتفاق کیا ہے وہ یہ ہیں امام زہری حضرت قتادہ اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ۔

(قواعد فی علوم الحدیث، مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ۱۵۸)

وَمِمَّا يُحَقِّقُ ذَالِكَ اَنَّ التَّابِعِيْنَ اَخَذُوْا اَنْوَاعَ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِيَّةِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ.

ترجمہ: اور اس بات کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ تابعین نے علوم شرعیہ کے اقسام سارے صحابہ سے حاصل کئے یعنی علم قوأۃ۔ تفسیر۔ حدیث اور فقہ وغیرہ۔

(تحفۃ الاحوذی لعبدالرحمٰن مبارک پوری کتاب المناقب عن رسول اللّٰہ ﷺ)۔

چھٹا حوالہ ملاحظہ فرمائیں

اَنَّ اِحْتِمَالَ الضَّعِيفِ بِالْوَاسِطَةِ حَيْثُ كَانَ تَابِعِيًّا لَا سِيَّمَا بِالْكِذْبِ بَعِيْدٌ جِدًّا، فَإِنَّهُ ﷺ اَثْنٰى عَلٰى عَصْرِ التَّابِعِينَ وَشَهِدَ لَهُ بَعْدَ الصَّحَابَةِ بِالْخَيْرِيَّةِ كَمَا تَقَدَّمَ بِحَيْثُ اِسْتَدَلَّ بِذَالِكَ عَلٰى تَعْدِيْلِ اَهْلِ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ وَاِنْ تَفَاوَتَتْ مَنَازِلُهُمْ بِالْفَضْلِ. (فتح المغيث ٥٦)

ترجمہ: بیشک ضعیف کا احتمال ایسے واسطے سے ہوتا ہے جو کہ تابعی ہو بہت زیادہ جھوٹ سے موصوف ہو۔ بیشک نبی پاک ﷺ نے تابعین کے زمانے کی تعریف فرمائی ہے اور ان کے لئے صحابہ کے بعد خیریت کی گواہی دی ہے جس طرح پہلے گذرا ایسے اعتبار سے دلیل پکڑا اس سے تین زمانے والوں کی عدالت پر اگرچہ انکے بھلائی کے مرتبہ میں تفاوت ہے۔

مذکورہ بالا حوالاجات اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں تاکہ وہ عام لوگوں کو صحیح نمونہ سے مسئلہ سمجھا سکیں الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی پیش کردہ احادیث مبارکہ وآثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین واقوال تابعین عظام کو محدثین کی تحقیق کی روشنی میں ثقہ ثابت کیا گیا اور ان روایات پر جو اعتراضات جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے کیے تھے ان کو فضول اور بے بنیاد، ولغو قسم کا

ثابت کیا گیا ہے امید ہے کہ وہ خود بھی اس مسئلہ میں توبہ تائب ہوکر ان صحیح احادیث پر اپنی خواتین اور امت مسلمہ کی خواتین کو صحیح طریقہ نماز کا پابند کرینگے۔ آمین ثم آمین۔

باقی جو حوالاجات حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے آئمہ اربعہ کے پیش کئے ہیں ان کا جواب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے نہیں دیا ہے بہانہ یہ بنایا کہ ان کے جوابات کی چنداں ضرورت نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کے مانے ہوئے مجتہدین نے بھی اس موضوع میں غیر مقلدین سے شدید اختلاف رکھتے تھے!! قاری صاحب! کیا آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کسی اور کا شرعی امور میں مکلف نہیں بنایا ہے۔ ماسواء اسماء الرجال کے ان کو کیوں مانتے ہو؟ آپ کے پاس کون سا حکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہے یا جناب رسالت مآب ﷺ کا ہے کہ اسماء الرجال حجت ہے قرآن وسنت کی طرح؟ وہ دلیل پیش کرو۔ پھر کسی بھی حدیث پر جرح کرو ورنہ آپ اس بات کے مجاز ہی نہیں کہ محدثین کی اصطلاحات پیش کریں اور کسی فریق کو منوانے کی ناکام کوشش کریں۔

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کر

باقی صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّي، پر تفصیلی بحث اوپر ہوچکی ہے۔ لھذا اس سے آپ کا استدلال محض باطل ہے اور کم علمی ناقص فہمی، اور جہالت پر مبنی ہے!!

اس بارے میں ائمہ فقہ کا مسلک ملاحظہ فرمائیں:

و فی مذهب الحنفية واما فی النساء فاتفقوا علیٰ ان السنة لمن وضع اليدين علیٰ الصدر لانه استرلها كما فی البناية وفی المنية المراة تضعهما تحت ثدييها.

(حوالہ دیکھیں السعایۃ جلد دوم صفحہ ۱۵۶)

دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں

والمرأة تنخفض فی سجودها وتلزق بطنها بفخذيها لان ذالک استرلها (وفی موضع آخر) وان كانت امرأة جلست علیٰ اليتيهااليسریٰ واخرجت رجليها من الجانب الايمن لانه استرلها الخ (حوالہ دیکھیں ہدایہ جلد اول صفحہ۱۱۱) مالکیہ کے مسلک کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

وفی مذهب المالكية: ندب مجافاة ای مباعدة (رجل فيه) ای سجود (بطنه فخذيه) فلا يجعل بطنه عليها ومجافاة (مرفقيه ركبتيه) ای عن ركبتيه ومجافاة وضبعيه جنبيه ای عنهما مجافاة وسطافی الجيع واما المرأة فتكون منضمة فی جميع احوالها)

حوالہ دیکھیں الشرح الصغیر للدردیر المالکی جلداول۳۲۹)
صفحہ ۱۱۲ دارالفکر شافعیہ کا بھی مسلک دیکھیں:

وفی مذهب الشافعية: قال النووی (ليسن ان يجافی مرفقيه عن جنبيه ويرفع بطنه عن فخذيه وتضم المرأة بعضها الیٰ بعض (وقال بعد اسطر) روی البراء بن عازب رضی الله عنهما ان النبی ﷺ كان اذاسجد جنح (وروی جنحی والجنح الخاوی) وان كانت امرأة ضمّت بعضها الیٰ بعض

لان ذالک استرلها)۔ (حوالہ دیکھیں شرح المہذب جلد سوم صفحہ ۴۰۴)

آخر میں حنبلیوں کا بھی مذہب ملاحظہ فرمائیں:

وفی مذهب الحنابلة: وفی المغنی: وان صلت امرأة بالنساء قامت معهن فی الصف وسطاً قال ابن قدامة فی شرحه اذا اثبت هٰذا فلها اذا صلت بهن قامت فی وسطهن لانعلم فيه خلافاً بين من رای لها ان تومهن ولان المراة يستحب لما التستر والذالک لا يستحب لها التجا فی الخ)

حوالہ دیکھیں المغنی جلد دوم صفحہ۲۰۲)

مذکورہ بالا احادیث طیبہ آثار صحابہ وتابعین اور چاروں مذاہب فقہ حقہ کے حضرات فقہاء کرام کی عبارات سے جو عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کے طریقۂ نماز سے جدا ہے، عورتوں کے طریقۂ نماز میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم سمیٹ کر ایک دوسرے سے ملانے کا حکم ہے اور یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک اس امت میں متفق علیہ اور عملاً متواتر ہے۔ آج تک کسی صحابی یا تابعی یا دیگر فقہاء امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو۔ نیز خود اکابر اہل حدیث حضرات اس مسئلہ میں مذکورہ بالا احادیث کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی (جو بانی جامعہ ابی بکر گلشن اقبال کراچی کے دادا ہیں) اپنے فتویٰ میں وہ حدیث جو ہم نے کنزالعمال اور بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے اس کے

بارے میں فرماتے ہیں:

"اور اسی پر تعامل اہل سنت ومذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔"

نیز اس کے بعد مختلف کتب مذاہب اربعہ سے حوالہ نقل کرنے کے بعد آخر میں نتیجتاً فرماتے ہیں کہ:

"غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہوکر) اور انخفاض (سمٹ کر اور چمٹ کر) احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیر ہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔" واللہ اعلم حررہ عبدالجبار عفی عنہ

فتاوی غزنویہ صفحہ ۲۷ و۲۸ اور فتاوی علمائے حدیث جلد ۳ صفحہ ۹۰-۱۴۔

جہاں تک اہل حدیث حضرات کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں نہ تو ان کے پاس کوئی قرآنی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث اور نہ ہی کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ، البتہ اگر وہ حضرات امہ درداء کا اثر استدلال میں پیش کریں جو یہ ہے کہ:

"عن مکحول ان ام الدرداء کانت تجلس فی الصلاۃ کجلسۃ الرجل"

ترجمہ: حضرت ام درداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھی تھیں (المصنف لابن ابی شیبۃ صفحہ ۲۱۱ ج۱) تو اس اثر کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس اثر سے استدلال کرنا کئی وجہ سے درست نہیں۔

(۱) پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگرچہ حافظ مزیؒ نے ان کو

صحابیہ کہا ہے لیکن دوسرے محدثین و ناقدین نے ان کو تابعیہ شمار کیا ہے لھذا یہ صحابیہ نہیں تابعیہ ہیں اور ایک تابعی کے عمل سے اگرچہ اصول کے مخالف نہ بھی ہو تب بھی استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے اکثر محدثین وناقدین نے ان کو تابعیہ شمار کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود

(۲) بالفرض اگر ان کو صحابیہ بھی مان لیا جائے تو یہ ان صحابیہ کی اپنی رائے ہے اور اپنا فعل ہے اس لئے۔ ان صحابیہ نے کسی اور کو نہ اس کی دعوت دی ہے اور نہ ہی انہوں نے اس فعل پر حضور اکرم ﷺ کا کوئی قول وَ فعل اور نہ ہی کسی خلیفہ راشد کا فتویٰ نقل کیا ہے لھذا عورتوں کی نماز کے سلسلہ میں امت کے عملی تواتر کے خلاف اس روایت کی پوزیشن ایسی ہی ہے جیسا کہ قرآن حکیم کی متواتر قرأت کے خلاف شاذ قرأت ہو۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی مسلمان شاذ قرأت کے لئے متواتر قرآن حکیم کی تلاوت نہیں چھوڑتا اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے۔ اسی طرح یہ فعل بھی ممکن ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے یہ خاتون اس طرح بیٹھی ہوں یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے۔

(۳) نیز اگر اس اثر کے الفاظ پر غور سے نظر ڈالی جائے تو اس سے جمہور کے قول کی تائید ہوتی ہے اس لئے کہ اس میں امہ درداء کے ہیئت جلوس کو مرد کے ہیئت جلوس سے تشبیہ دی گئی ہے جس سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہوتی ہے کہ امہ درداء تو مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں۔ لیکن دوسری صحابیات اور خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف تھا جس کا

احادیث بالا میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔ اور یہ شاذ قول ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اگر یہ اثر قابل استدلال نہیں تو پھر امام بخاریؒ نے اس کو اپنی صحیح بخاری میں کیوں ذکر کیا ہے تو یہ ان کا شبہ بھی صحیح اور درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام بخاریؒ نے اس اثر کو اس لئے ہرگز ذکر نہیں کیا ہے کہ اس سے عورتوں کی نماز کے طریقہ ادائگی پر استدلال کیا جائے بلکہ صرف اس بات کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے کہ مردوں کے جلوس کی کیفیت نماز میں کس طرح ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں رقم طراز ہیں:

(وعرف من رواية مكحول ان الصغرىٰ التابعية لاالكبرىٰ الصحابية لانه ادرك الصغرىٰ ولم يذكرالبخاری اثر ام الدرداء لليحتج به بل للتقوية الخ)

فتح الباری صفحہ ۲۵۲ ج۱ لھٰذا اس اثر سے استدلال ہرگز درست نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہدایت دیں تاکہ آپ باز آجائیں۔

چند ضمنی اعتراضات کے ضمنی جوابات) مردوزن کی نماز صفحہ۵۶ اعتراض نمبر:-**1**

آج تک کسی صحابی تابعی یا دیگر فقہاء امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو؟ خواتین کا طریقۂ نماز صفحہ۴۵۔

جواب: ایسے فتووں کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب عورتوں نے مردوں کے خلاف نماز پڑھنی شروع کردی ہو، جب اس دوَر میں مرد اور عورت کی نماز میں یہ فرق ہی نہیں

کیا جاتا تھا تو کسی صحابی کو فتویٰ جاری کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت ام درداء کا عمل بھی ہمارے مئوقف کی تائید کرتا ہے۔ مردوزن کی نماز صفحہ ۵۶-۵۷)

اعتراض نمبر۱: جواب الجواب:- محترم جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب آپ کے پیش کردہ جواب کو مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب کا فتویٰ جو اعتراض نمبر ۲ کے ضمن میں ہے خوب رد کرتا ہے۔ اور یہاں پر آپ نے دعویٰ بھی غلط کیا ہے کہ اس دور میں مرد اور عورت کی نماز میں یہ فرق ہی نہیں کیا جاتا تھا۔ جناب عالی اس دعویٰ کے لئے آپ کے پاس دلیل کیا ہے وہ دلیل آپ نے کیوں پیش نہیں کیا؟ فقط آپ کی لکھی ہوئی کہانی دلیل تو نہیں بن سکتی؟ اصولی طور پر دلیل مدعی کے ذمے ہوا کرتی ہے۔ تو برائے مہربانی وہ دلیل پیش کرو جس میں مکمل وضاحت ہو کہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں عورتیں مردوں کی طرح نماز پڑھا کرتی تھیں۔ مرد اور عورت کی نماز کے ادائگی میں کوئی فرق نہیں تھا۔ حوالہ تمام صحابہ رضوان اللہ سے لیکر تابعین، تبع تابعین، اور ان کے بعد والے فقہاء کرام و محدثین، عظام، کا پیش کرو۔ جب تک دلیل پیش نہیں کرتے اس وقت تک مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کا اعتراض آپ کے سر پر قرضہ ہوگا۔ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ ورنہ دعویٰ بغیر دلیل بے بنیاد ہوا کرتی ہے جس کی ہر ذی شعور آدمی کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہے۔

قُلْ ھَا تُوْا بُرْھَانَکُمْ — اے پیغمبر ﷺ کہہ دیجئے
اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ — اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔

اعتراض نمبر۲: پہلے ذکر ہوچکا ہے لیکن چند ضمنی اعتراضات کے ضمنی جوابات کی خاطر دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

نیز خود اکابر اہل حدیث حضرات اس مسئلہ میں مذکورہ بالا احادیث کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی (جو بانی جامعہ ابی بکر گلشن اقبال کراچی کے دادا ہیں) اپنے فتویٰ میں وہ حدیث جو ہم نے کنزالعمال اور بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اور اسی پر تعامل اہل سنت ومذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔"

نیز اس کے بعد مختلف کتب مذاہب اربعہ سے حوالہ نقل کرنے کے بعد آخر میں نتیجتاً فرماتے ہیں کہ "غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہوکر) اور انخفاض (سمٹ کر چمٹ کر) احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔" واللہ اعلم عبدالجبار عفی عنہ (فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۲۷-۲۸)

واجب الاحترام قارئین! یہ تھا مکمل اعتراض نمبر:۲- جس کو جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب نے اپنی

طرف سے بڑی عیاری اور مکاری سے کام لیتے ہوئے کاٹ کوٹ کر صرف اتنا مختصر سا حصہ نقل کیا ہے۔ دیکھیں مردوزن کی نماز صفحہ۵۷: مولانا عبدالجبار غزنویؒ کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اسی پر تعامل اہل سنت ومذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے" صہ ۴۶۔

بس آپ انصاف سے دیکھیں کہ کتنے بڑے اور واضح اعتراض کو کیسے ایک ہی سطر میں بند کردیا ہے۔ اب ذرا جواب ملاحظہ فرمائیں، قاری صاحب کی طرف سے وہ لکھتے ہیں: مولانا عبدالجبار غزنوی رحہ نے یزید بن ابی حبیب والی روایت کو دلیل بنا کر فتویٰ دیا ہے فتاویٰ علماءِ حدیث صفحہ۱۴۸ج۲۔

جو کہ مرسل اور ضعیف ہے۔ اس کی تفصیل اس کتاب کے صفحہ ۴۴ پر حنفیہ کی تیسری دلیل کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا غزنوی رحہ نے حدیث کی صحت یا عدم صحت پر دھیان نہیں دیا اگر توجہ فرماتے تو یقیناً فتویٰ اس کے برعکس ہوتا۔

اعتراض نمبر۲ جواب الجواب:- محترم جناب قاری صاحب مولانا عبدالجبار غزنویؒ نے فتویٰ صحیح حدیث کو دیکھ کر دی ہے۔ کیوں کہ اس کی تحقیق آپ سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور مطالعہ بھی آپ سے زیادہ تھا۔ تو یقیناً انہوں نے صحیح حدیث کو مان کر فتویٰ دیا ہے۔ اس حدیث کی توثیق ہم نے اصول حدیث کے تحت کردی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں، پھر حدیث کو مان جائیں۔

قاری صاحب! یزید بن ابی حبیب کو آپ ضعیف لکھ رہے ہیں جب کہ بخاری شریف کا راوی ہے دیکھیں جو آپ نے بخاری شریف کا باب سنة الجلوس فی التشھد صفحہ ۵۹ پر لکھا ہے اس میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ والی روایت میں بھی بھی راوی یزید بن ابی حبیب ہے تو کیا اس راوی کی تمام روایتیں بخاری شریف سے نکالینگے یا خارج کرینگے؟ یا ان کو بھی ضعیف کہینگے؟

آپ نے شکایت کی ہے کہ ایک طرف ہمیں غیر مقلد ہونے کا طعنہ بھی دیا جاتا ہے اور دوسری طرف ہمارے علماء کرام کے فتوے بھی ہمیں پیش کیے جاتے ہیں یہ دورُخی اہل علم کو ہرگز زیب نہیں دیتی بھلا جن لوگوں نے صحیح حدیث کے مقابلے میں امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کا قول تسلیم نہیں کیا وہ اپنے کسی عالم کی بات کو کیسے سند مان لیں گے؟

جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب! آپ کی شکایت اور رونہ پیٹنہ بجا ہے۔ لیکن آپ کو غیر مقلد ہونے کا طعنہ اس لئے دیا جاتا ہے کہ آپ رہبروں کو چھوڑ کر رہزنوں کے مقلد بنے ہو۔ جب ماننے پہ آتے ہو تو اپنے اہل حدیث نام کے ہرمولوی کی بات کو مرفوع حدیث کا درجہ دیتے ہو۔ اور سر آنکھوں پر رکھتے ہو اور جب نہ ماننے پہ آتے ہو تو صحیح حدیث کو بھی دیوار پر دے مارتے ہو۔ صحابی رضی اللہ عنہ کی بات کو بھی نہیں مانتے۔ تابعی رحمتہ اللہ کی بات بھی نہیں مانتے، ضد پر آجاتے ہو تو اپنے اہل حدیث کو بھی نہیں مانتے۔ یہ دورُخی آپ کی میراث ہے۔ اگر آج آپ غزنویؒ صاحب کی

تحقیق کو نہیں مانوگے تو کل آپ کی کیا پوزیشن ہوگی آپ کو کون مانے گا؟ کیا غزنوی رحہ صاحب آپ سے بھی گئے گذرے تھے؟ یا آپ ان سے زیادہ محقق ہیں؟ کیا آپ کے جماعتی سارے محقق ہیں؟ افسوس!! امام ابو حنیفہؒ عامل بالحدیث تھے اس کا قول صحیح حدیث کے مقابلے میں ہرگز نہیں یہ آپ کا جھوٹا بہتان ہے محض سادہ مسلمانوں کے دل میں وسوسہ ڈالنے کے لیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہدایت دے۔ باقی آپ جیسوں کے لیے کسی نے خوب کہا ہے:

خورشید نیمروز سے آنکھیں چرائے جو
اہل نظر نہیں ہے وہ رہزن ہے رات کا
چلتا ہے جو عقیدۂ معروف کے خلاف
عارف نہیں ہے وہ شہ بطحہ کی ذات کا

اعتراض نمبر۳ مردوزن کی نماز صفحہ ۵۸ جواب الجواب

جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب! آپ بد دیانتی کا شروع سے مظاہرہ کرتے آئے ہیں سب سے پہلے تو آپ دبی زبان سے مان گئے ہوکہ یہ واقعی ام درداء رضی اللہ عنہا صحابیہ نہیں تابعیہ ہیں۔ اور آپ نے اسے رضی اللہ عنہ لکھا ہے آپ کے پاس مرد و عورت میں فرق کی تمیز نہیں ہے۔ پھر قول عطاء پر اعتراض کیا ہے کہ اس سے استدلال بھی بقول آپ کے مردود ہوا۔ جناب عالی یہ مردود ہوا آپ کا جملہ ہے مفتی صاحب کی طرف منسوب کرنا کھلا جھوٹ ہے حضرت عطاء کا قول صحیح

احادیث کے تائید میں ہے اس لئے وہ حجت ہے۔ اور آپ
کے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں مکمل صراحت یا
وضاحت ہو۔ باقی صلوا کما رایتمونی اصلی کا مفصل جواب
ہم اوپر دے چکے ہیں اس سے آپ کا کام نہیں چل سکتا۔
کیونکہ اس حدیث کو قارئین نے صحیح نمونہ میں سمجھ لیا ہے یہ
عورتوں کے لئے ہرگزنہیں ہے۔

اعتراض نمبر۴:- جواب الجواب جناب قاری صاحب!
آپ نے اپنے پیش کردہ استدلال سی دبی زبان میں ہاتھ
اٹھالیا ہے۔ دیکھیں آپ نے خود لکھا ہے چنانچہ حافظ ابن حجر
عسقلانی رحہ نے فتح الباری میں: **ولم یذکر البخاری اثر ام
الدرداء لیحتج به بل للتقوية.** فتح الباری صفحہ ٢٥٢ ج١۔ کے جو
الفاظ کہے ہیں اس پر ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے
اس عمل کی بناء ام درداءِ کے عمل پر نہیں رکھی۔ مردوزن کی
نماز٥٩ تو جناب آپ استدلال میں اس اثر کو کیوں لائے ہو؟
باقی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ والی روایت آپ نے پیش ہی
نہیں کی ہے اگر ہمت ہے تو اس روایت کو بسند پیش کرکے
دکھاؤ؟ انشاء اللہ اسی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت
میں وہی راوی یزید بن ابی حبیب کو قارئین خود دیکھ لینگے جس
راوی کو مردوزن کی نماز کے صفحہ٥٧ پر ضعیف قرار دیا ہے
قاری صاحب بخاری کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے؟ اور اب
وہی راوی یزید بن ابی حبیب بخاری شریف میں قوی بناکر خود
پیش کر رہے ہو آخر کیوں؟

''اس گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے''

نیز اسی ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی
عورتوں کی نماز مردوں کے طریقہ سے یکسانیت کی کوئی صراحت
یا وضاحت موجود نہیں۔ اور نہ یہ ہے کہ ان کو نماز میں کس
طرح بیٹھنا چاہئے!! چنانچہ عورتوں کے متعلق مختصر تذکرے سے
بھی یہ روایت خالی ہے۔ اشارے یا کنایہ میں بھی کہیں ان کا
تذکرہ موجود نہیں ہے لھذا آپ کے فائدے میں نہیں ہے اور
امام بخاری رحہ نے بھی اسی حدیث نمبر ٧٨٩ ابو حمید ساعدی
رضی اللہ عنہ سے عورتوں کے لئے نماز میں بیٹھنے کے طریقہ پر
کوئی استدلال نہیں کیا ہے لھذا آپ بھی اس لیے اس روایت
کونہیں لائے ہو۔ قارئین کرام! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نصرت
اور تائید تو دیکھو کہ جناب قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب
اپنے ہاتھ سے خود لکھ رہے ہیں کہ، افسوس سے لکھنا پڑ رہا
ہے کہ یہ حدیث بھی احناف کے مؤقف کے صریحاً خلاف
ہے۔

''کیوں کہ وہاں مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے کا عمل یکسر
مختلف ہے۔''

جزاک اللہ مختلف مان لیا ماشااللہ قاری صاحب نے خود
تسلیم کرلیا کہ بیٹھنے کا عمل یکسر مختلف ہے گویا کہ دعویٰ کر رہے
ہیں کہ حدیث میں یکسانیت کا ذکر ہے اور احناف کے ہاں
فرق ہے جبکہ حدیث میں۔
ایسا کوئی اشارہ بھی نہیں جیسا کہ ابھی ابھی بیان ہوا۔
تو پھر اعتراض کا جواب کیوں؟ سچ تو یہ ہے کہ حق کی
گواہی زبان سے نکل ہی جاتی ہے اور قلم سے لکھی ہی جاتی

ہے۔ اس پر کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

اعتراض نمبر۵:- صلوا کما رایتمونی اصلی. اس حدیث پر تفصیلی بحث گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ آپ نے صرف چند الفاظ نقل کیے ہیں ہم نے یہ حدیث مکمل نقل کرکے قارئین کے سامنے وضاحت پیش کردی ہے جس سے آپ کا استدلال باطل ہوا ہے اور اہل علم حضرات آپ کے دھوکے میں اَب نہیں آسکتے۔ شکریہ آپ کی بڑی مہربانی۔

''مفتی صاحب کا منصفانہ اعتراف'' مرد۔ وزن کی نماز صفحہ ۶۱

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کی عمومیت میں مرد و عورت سمیت پوری امت شریک ہے اور پوری امت پر لازم ہے کہ جو طریقہ حضور اکرم ﷺ کی نماز کا ہے وہی امت کا ہو لیکن۔۔۔؟ قاری خلیل الرحمن جاوید صاحب! آپ نے لیکن بعد والی تفصیل کیوں خیانت کرکے نقل نہیں کی اگر وہ مکمل نقل کرتے تو کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ. ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

(سورہ انفال آیۃ ۵۸)

لھذا ملاحظہ فرمائیں:

جو آپ نے خیانت کرکے نقل نہیں کی: یہ واضح ہو کہ اس عمومیت پر عمل اس وقت تک ہی ضروری ہے جب تک کوئی شرعی دلیل اس کے معارض نہ ہو اور اگر کوئی دلیل خصوص کی بعض عمل یا افراد میں اس حکم کے معارض ہو تو اس دلیل خصوص کی وجہ سے وہ بعض افراد یا وہ عمل اس امر کی تعمیل سے مستثنیٰ ہوں گے۔ چنانچہ ضعفاء اور مریض بھی ان احادیث سے جن میں ان کے لئے تخفیف کی گئی ہے اور عورتیں ان تمام احادیث سے جن میں ان کو ستر پوشی اور اخفاء کا حکم دیا گیا ہے اس حکم سے مستثنیٰ ہوگی۔ لھذا مستثنیات کی موجودگی میں اس جملہ سے مرد اور عورت کی نماز میں مجموعی کیفیت اور طریقہ پر مطابقت کا استدلال درست نہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر الشافعی نے اس بات کو فتح الباری میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے اور وہ ہم پیچھے لکھ آئے ہیں اسی شرح کو وہاں پر ملاحظہ فرمائیں: آخر میں آپ نے خود بھی مان لیا ہے کہ:

بعض امور ایسے ضرور ہیں جو بالصراحت خواتین کیلئے مخصوص ہیں اور شارع علیہ السلام نے ان کی وضاحت فرمادی ہے ان میں سے کچھ خارجی اور کچھ داخلی عوامل ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ تو جناب آپ کا استدلال اس حدیث صلوا کمارایتمونی اصلی سے غلط ثابت ہوا اور وہ بھی آپ کی طرف سے پیش کردہ ''وہ امور جن میں عورت مرد سے مختلف ہے۔ (مرد وزن کی نماز صفحہ ۶۲-۶۳اور ۶۴)

پر مکمل وضاحت موجود ہے جو کہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں:

پڑا جو دل جلوں سے کبھی تجھے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

ملاحظہ فرمائیں: پھر انصاف سے بتائیں کہ جن کا دعویٰ ہے کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں اور یہاں وہ خود فرق کے قائل ہیں اور دلائل میں احادیث کو پیش کیا گیا ہے۔ سولہ فرق گنوائے ہیں۔ جو ترتیب وار پڑھیں پھر ان سے پوچھیں کہ جناب آپ تو صلوا کما رایتمونی اصلی سے استدلال کرتے تھے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں یہ آپ کا دعویٰ تھا اب اسی دعویٰ کے خلاف خود دلیلیں پیش کی ہیں؟ کہ ان امور میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ جب فرق مان لیا تو دعویٰ جھوٹی ہے!!

(۱) نماز میں عورت کے ٹخنے ننگے نہ ہوں۔ حوالہ ابو داؤد صفحہ ۹۴ ج ۱ عن امہ سلمہ رضی اللہ عنہا، مرقات صفحہ ۵۰۲ ج ۱ مشکواۃ صفحہ ۷۳۔

(۲) نماز میں عورت کا سر کھلا نہ ہو۔ حوالہ ابو داؤد صہ ۹۴ ج ۱۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ جبکہ مرد کا سر اگر ننگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بخاری شریف صفحہ ۳۵ ج ۱ عن جابر رضی اللہ عنہ (۳)

عورت مردوں کی امامت نہیں کراسکتی جبکہ مرد عورت کی امامت کراسکتا ہے۔ حوالہ محلیٰ ابن حزم صفحہ ۱۳۵ اور ۱۳۶ ج ۳،

عن علی رضی اللہ عنہ۔

(۴) امام کے بھولنے پر عورت تالی بجائے اور مرد سبحان اللہ کہے۔ ابن ماجہ صفحہ ۷۳ مسلم صفحہ ۱۸۰ ج ۱ عن ابی ہریرۃ محلیٰ ابن حزم صفحہ ۱۲۰ ج ۲ عن سہل رضی اللہ عنہ۔

(۵) اگر عورت عورتوں کی امامت کرائے تو صف کے درمیان (بیچ میں) کھڑی ہوگی آگے نہیں۔ بیھقی صفحہ ۱۳۱ ج ۳ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

(۶) مشترکہ جماعت میں مردوں کی صفیں آگے ہوں گی اور خواتین کی سب سے پیچھے۔ حوالہ مسلم صفحہ ۱۸۲ ج ۱ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(۷) عورت نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ مردوں کی جماعت میں تکبیر کہہ سکتی ہے۔ حوالہ محلیٰ ابن حزم صفحہ ۱۶۹ ج ۲۔ البتہ عورتوں تک محدود ہوکر ایسا کرسکتی ہے۔ یہ حوالہ کہاں ہے؟ قاری صاحب نے اپنی طرف سے فتویٰ دے دیا ہے۔ کوئی دلیل پیش نہیں کی ہے!!

(۸) سجدے سے اٹھتے وقت مرد پہلے اٹھیں اور خواتین بعد میں۔ حوالہ بخاری صفحہ ۵۲ ج ۱ عن سہل رضی اللہ عنہ محلیٰ ابن حزم صفحہ ۱۱۴ ج ۳

(۹) مسجد سے باہر جاتے وقت خواتین پہلے جائیں اور مرد بعد میں۔ ابوداؤد صفحہ ۱۴۹ ج ۱ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔

(۱۰) ایام ماہانہ میں عورت پر نمازیں معاف ہیں وہ قضا نہ کرے۔ حوالہ ترمذی صفحہ ۱۹ ج ۱ ابوداؤد صفحہ ۳۵ ج ۱ بخاری صفحہ ۴۶ ج ۱۔

(۱۱) مرد صف میں اکیلا کھڑا نہیں ہوسکتا۔ حوالہ بلوغ المرام صفحہ۷۵۔ (باب صلاۃ الجماعت والامامت عن وابصۃ ابن معبد) جبکہ عورت اکیلی کھڑی ہوسکتی ہے بخاری صفحہ۱۰۱ ج۱ عن انس رضی اللہ عنہ۔

(۱۲) اگر دو آدمی جماعت کرائیں تو مقتدی دائیں جانب کھڑا ہوگا جبکہ عورت پیچھے کھڑی ہوگی۔ بخاری صفحہ۱۰۱ ج۱ عن انس رضی اللہ عنہ۔

(۱۳) مرد پر فرض نمازوں کے لئے مسجد میں آنا ضروری ہے۔ (اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو) بخاری صہ۸۹ ج۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ مسلم صفحہ۲۳۲ ج۱۔

(۱۴) عورت پر مسجد میں آنا فرض نہیں بلکہ انکے گھر زیادہ بہتر ہیں۔ ابوداؤد صفحہ۸۴ ج۱ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

(۱۵) مرد مسجد میں آتے وقت خوشبو استعمال کرسکتے ہیں خواتین ہرگز نہیں۔ مسلم صفحہ۱۸۳ ج۱ عن زینب رضی اللہ عنہا ابو داؤد صفحہ۸۱ ج۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ محلی ابن حزم صفحہ۳۹۶ ج۲ عن زینب رضی اللہ عنہا۔ (۱۶) مردوں پر جمعہ فرض ہے جبکہ خواتین کو رخصت ہے۔ حوالہ ابوداؤد صفحہ۱۵۳ ج۱ عن طارق رضی اللہ عنہ۔

قارئین کرام یہ سولہ فرق جو انہوں نے خود تحریر کئے ہیں پھر بھی اگر یہ قاری صاحب کہیں کہ مرد اور عوت کی نماز میں کوئی فرق نہیں تو پھر ان کو کیا کیا جائے:

ٹھوکریں مت کھائیے چلئے سنبھل کر دیکھ کر
چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھ کر

قاری صاحب! جب آپ فرق کے قائل ہیں تو پھر اپنی غلطی کا برملا اور واضح اعلان کریں۔ اور ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، کی عزت کو مقدم رکھتے ہوئے ان کے ستر اور پردے کا خاص خیال کریں اور ان کی نمازیں سنت کے مطابق ادا کرائیں۔ ورنہ قیامت میں پکڑے جاؤ گے۔ کہ صحیح، صریح احادیث کو چھوڑ کر اجماع امت کو چھوڑ کر اپنی ناقص فہم کے ناقص قیاس سے ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، کی نمازیں مردوں کی طرح ادا کروائی ہیں!! اگر سچے ہو تو صریح حدیث پیش کرو؟ ورنہ قیامت تک آپ کے سروں پر صریح حدیث قرض رہیگی۔

آخر میں جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے صفحہ ۶۵ پر عنوان لکھا ہے:

''کتے کی مشابہت سے بچو'' مرد وزن کی نماز صفحہ۶۵

کتا جب بیٹھتا ہے تو وہ اپنے دونوں بازو زمین پر کہنی تک بچھا لیتا ہے لیکن شارع علیہ السلام نے اس مشابہت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَایَبْسُطُ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ اِنْبِسَاطَ الْکَلْبِ.	نبی کریم ﷺ نے فرمایا سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔

بخاری ج۱ ص ۱۱۳۰ کتاب الاذان ومسلم ج ۱ص ۱۹۳، ابوداؤد ص ۱۳۰ ج ۱ عن ابی ہریرۃؓ بیہقی صفحہ۴۵۲ ج ۲ عن انسؓ مرد وزن کی نماز صفحہ ۶۵۔

جواب ملاحظہ فرمائیں محترم جناب قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب! حضرت والہ مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ نے جو اپنی تحریر میں سب سے زیادہ زور عورت کے زمیں سے چمٹ کر سجدہ کرنے پر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت اور مرد میں فرق ہے عورت کی ساخت مرد سے مختلف ہے اس بنا پر اس کیلئے ستر اور پردے کی زیادہ سے زیادہ تاکید ہے کیونکہ خالق کائنات سب سے زیادہ غیور ہیں اس کے بعد نبی کریم ﷺ غیور ہیں تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین غیور تھے، تابعین وتبع تابعین بھی غیور تھے، اسی طرح مجتہدین حضرات اور محدثین حضرات علماء متقدمین وعلماء حق متآخرین یہ سارے کے سارے غیور ہیں تو ان کے نزدیک عورت کی عبادت نماز ستر اور پردے میں ہونی چاہئے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ اور آپ کے ہمنوا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کو پتہ نہیں کیا ہوگیا کہ جس روایت میں خاص مردوں کو کوئی حکم دیا گیا ہے تو پھر بھی اس پر اپنی ناقص فہم استعمال کرتے ہوئے ناقص قیاس ملسط کرلیتے ہو کہ عورتوں کو بھی اس حکم میں شامل کیا گیا ہے؟ یہ آپ کی طرف سے کھلم کھلی داداگیری، ناانصافی اور زیادتی ہے جس کو ہر ذی شعور اچھی طرح سمجھتا

ہے۔ ملاحظہ فرمائیں جو آپ نے حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔ ”تم میں سے کوئی شخص اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے۔“ جناب عالی غور کریں کوئی ’شخص‘ فرمایا ہے یہ حکم خاص ہے کوئی عورت نہیں فرمایا؟ اگر آپ کے فہم اور قیاس کے مطابق شخص میں عورت بھی شامل ہے تو یہ آپ کے عقل کی غلط پرواز سمجھی جائیگی!!

دیکھئے حدیث مالک بن حویرثؓ میں جہاں آپ کا مرکزی استدلال والا جملہ **”صَلُّوا کما رأیتمونی اُصلّی“** ہے وہاں اسکے متصل بعد **”فَلْیُؤَذِّنْ لکم اَحدُکم ولیؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُم“** بھی وارد ہے لیکن آپ یہاں احدکم اور اکبرکم سے عورت کو مستثنٰی کرلیتے ہو اور صلوا میں داخل کرلیتے ہو جیسا کہ **وَلا یَبْسُط احدُکم،** میں کر رہے ہو بھلا اس کو ہٹ دھرمی نہ کہیں تو کیا کہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کہیں عمر میں اکبر ہو ہی عورت اور مرد اصغر ہوں تو وہاں آپ **ولیؤمّکم اکبرُکم،** پرعمل کیونکر کریں گے۔ شاید مجبور ہوکر عورت کو گھر بھگادینگے تاکہ حنفی طعنہ نہ دیں۔

اس عنوان پر مصنف عبدالرزاق کی صریح روایت ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ اِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا اِلٰى بَطْنِهَا وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ فَاِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا اِلَيْهَا وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا اِلٰى فَخِذَيْهَا وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ.

ترجمہ: حضرت عطاء نے فرمایا کہ عورت (نماز میں) لپٹ سمٹ کر رہے گی جب رکوع کرے اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف اٹھائے (ملائے) گی اور جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے گی۔ پھر جب سجدہ کرے گی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم کے ساتھ ملالے گی اور اپنے پیٹ کو اور اپنے سینے کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے گی اور جتنا ہوسکے لپٹ سمٹ جائے گی۔مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۱۳۷حدیث نمبر۵۰۴۹۔

ملحوظ رہے کہ (صاحب مصنف) عبدالرزاق امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ کے شاگرد اور امام احمدؒ کے استاد اور امام بخاریؒ کے استاد الاستاد ہیں: اور امام بخاریؒ کی تصریح کے مطابق اس مصنف کی تمام حدیثیں صحیح ہیں، نیز مصنف عبدالرزاق صحاح ستہ کے وجود میں آنے سے پہلے کی کتابوں میں سے ہے۔ آثار الحدیث ج۲ صفحہ۱۵۶ و درسِ ترمذی ج۱صفحہ ۴۸ و ۱۷ اور حضرت عطاء جیسے تابعین کے موقوفات بھی حجت قرار دیئے گئے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں قوائد فی علوم الحدیث صفحہ۱۳۳)

مرد وزن کی نماز کے صفحہ ٦٦ پر جناب قاری صاحب

نے سجدے کی مسنون شکل کا عنوان قائم کیا ہے! حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے طریقہ نماز کی تعلیم دیتے ہوئے سجدہ کی کیفیت کو کچھ اس طرح واضح فرمایا:

(ثم سجد فامكن انفه وجبهته ونحى يديه عن جنبيه ووضع كفيه حذو منكبيه)

پھر سجدہ کیا بس اپنی ناک اور پیشانی کو اچھی طرح زمین پر لگادیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ کیا اور اپنی ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھا۔ ابو داوٗد صفحہ ۱۰۷ ج۱ بیہقی صفحہ ۴۵۲ ج۲ آگے چل کر مزید وضاحت کی:

(فرج بين فخذيه غير حامل بطنه علىٰ شيء من فخذيه)

رانوں کے درمیان فاصلہ کیا اور پیٹ کا بوجھ رانوں کے کسی حصہ پر نہیں ڈالا ہوا تھا ایضاً۔

جواب ملاحظہ فرمائیں: جناب قاری صاحب! مرد و عورت کی نماز میں فرق پر اس امت کا اجماع ہے۔ عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی صحیح حدیث سے صراحتاً ثابت نہیں ہے بلکہ عورتوں کی نماز کے طریقہ کا مردوں کی نماز کے طریقہ سے کچھ چیزوں میں مختلف ہونا کئی احادیث و روایات اور اقوال وآثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور تابعین عظام وتبع تابعین سے ثابت ہے اور فقہ کے چاروں امام حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ عورتوں کی نماز کا طریقہ کئی چیزوں میں مردوں کی نماز سے

مختلف و جدا ہے عبارات وحوالا جات پیچھے ذکر ہو چکے ہیں۔
یہاں چند مثالیں پھر دھرائی جاتی ہیں۔

(۱) سب مسجدوں میں امام و خطیب مرد حضرات کو مقرر کیا جاتا ہے کسی مسجد میں عورت کو امام وخطیب مقرر نہیں کیا جاتا۔

(۲) اسی طرح سب مسجدوں میں اذان دینے والے مرد ہوتے ہیں کسی مسجد میں عورت اذان نہیں دیتی۔

(۳) اسی طرح سب مسجدوں میں نماز کی اقامت مرد حضرات کہتے ہیں کسی مسجد میں عورت نماز کی اقامت نہیں کہتی۔

(۴) مرد اگر سر کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے اگرچہ ایسا کرنا اچھا عمل نہیں جبکہ موجودہ دور کے غیر مقلدین اکثر ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اس میں کوئی خرابی نہیں سمجھتے مگر عورت اگر ننگے سر نماز پڑھے بلکہ ایسا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے جس سے بال اور اندر کے اعضاء دکھائے دے رہے ہوں تو کوئی فریق بھی اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

(۵) روزمرہ کی فرض نماز مرد حضرات کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید اور مسجد میں آکر ادا کرنے کی فضیلت ہے۔ مگر اس کے برعکس عورتوں کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے گھروں میں باپردہ نماز پڑھیں یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ اور زیادہ اہمیت وفضیلت کا حامل ہے۔

(۶) جمع اور عیدین کی نمازیں مع خطبہ مرد حضرات کے

ذمہ ہیں عورتوں کے ذمہ نہیں وہ اس ذمہ داری سے مستثنیٰ ہیں۔ مردوزن کی نماز صفحہ ۶۷ پر قاری صاحب نے عنوان لکھا ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر اس کا جامع اور مختصر جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اعلیٰ یہ طریقہ بھی آپ نے مردوں والا پیش کیا ہے اس سے عورتوں کا کوئی تعلق نہیں۔ مردوزن کی نماز کے صفحہ۲۷ پر تعداد رکعت کا نقشہ ہے جس کو دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی۔ عشاء کی نماز میں وترا تا ۱۱ اور وہ رمضان المبارک میں ۳ رکعت وتر ہمیشہ یہ صراحت کس حدیث میں آئی ہے؟ کہ رمضان المبارک میں تو ۳ وتر پڑھیں باقی ۱۱ مہینوں میں وتر ایک پڑھیں یہ صراحت حدیث میں نہیں ہے۔ تراویح اور تہجد کو ملاکے ایک ہی طریقہ سنت ۸ تراویح اور وتر ۳ لکھا ہے۔ قارئین آپ ذرا انصاف کریں۔ کیا تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں؟ کیا تراویح رمضان المبارک کے علاوہ بھی کبھی پڑھی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ جناب والہ بخاری شریف کی جو روایت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں الفاظ ہیں رمضان وغیر رمضان تو غیر رمضان میں تراویح کوئی بھی نہیں پڑھتا اس سے مراد نماز تہجد ہے نہ کہ تراویح یہ بھی آپ کی ناقص فہم نے آپ سے ناقص قیاس کرواکر آپ کو دھوکہ دیا ہے تراویح کے موضوع پر اس عاجز کا مستقل رسالہ طبع شدہ ہے بنام بیس تراویح سنت ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں، انشاء اللہ تسلی ہوجائیگی۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

یہاں قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب کے اعتراضات کو

مکمل ختم کرتے ہیں اور اب حسب وعدہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کے رسالے کا جائزہ پیش کر رہے ہیں کتابچے کے ٹائیٹل پر "صلوا کما رایتمونی اصلی" حدیث مبارکہ کا چھوٹا سا حصہ نقل ہے اور اس کا ترجمہ: " تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔" آگے نام: کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟

سوالیہ انداز میں موجود ہے جبکہ صفحہ ۵ سے لیکر صفحہ ۶۴ تک اوپر دوسرا نام خواتین کا طریقہ نماز؟ کتاب پر موجود ہے۔ لیکن یہ اصل نام ٹائیٹل پر بنائے ہوئے پرانے دور کے فانوس سے بھی کہیں نظر نہیں آتا ہے پتہ نہیں ٹائیٹل سے کیوں غائب کیا گیا ہے؟ آگے صفحہ۴ پر جناب عبدالمالک مجاہد مدیر، دارالسلام الریاض نے "عرض ناشر" لکھا ہے جس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

الحمدللہ ہمارے ملک کی اکثریت واقعی فقہ حنفی کی پیروکار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ احناف کے شرعی دلائل چار ہیں سب سے پہلے کتاب اللہ اس کے بعد سنت رسول اللہ ﷺ پھر اجماع امت، آخر میں قیاس، لھذا ان کی عورتیں مردوں سے مختلف طریقے سے جو نماز پڑھتی ہیں وہ اس لئے کہ ان کے پاس صریح احادیث موجود ہیں، اجماع امت بھی ان کے ساتھ ہے اور قیاس بھی ان کا صحیح ہے لیکن ان کے برعکس حافظ صلاح الدین صاحب کا قیاس بھی غلط ہے۔ اور ان کے پاس واضح اور صریح حدیث بھی نہیں اور نہ اجماع کی تائید حاصل ہے۔ احناف اپنی فقہ کے پابند ہیں یا بقول ان کے

انہیں اس کی ہی پابندی کرنی چاہئے۔ یہ بالکل صحیح ہے اور اسی کے برعکس عام غیر مقلد جو اپنے آپ کو اہل حدیث کھلواتا ہے وہ اپنے غیر مقلد مولویوں کی باتوں کا پابند ہوتا ہے اس بیچارے کی اپنی تحقیق کچھ بھی نہیں ہوتی ہے وہ اپنے مولویوں کا ہی لاشعوری طور پر مقلد ہوتا ہے۔ اس کے ذہن کو اتنا مضبوط کیا جاتا ہے کہ وہ بیچارہ اپنے غیر مقلد مولوی کے ہر قول کو صحیح، اور صریح حدیث ہی سمجھتا ہے۔ اگر اس کے سامنے آپ سینکڑوں احادیث صحیح اور صریح پیش کریں وہ قطعاً نہیں مانے گا فوراً اپنے غیر مقلد مولوی کی طرف رجوع کرے گا، اگر اس نے کہہ دیا کہ یہ ساری کی ساری حدیثیں ضعیف ہیں تو یہ آنکھیں بند کرکے کہے گا کہ ضعیف ہیں اس بیچارے کے پاس اپنا تحقیقی معیار کچھ بھی نہیں ہے بس یہ تو بیچارے لکیر کے فقیر ہیں۔ اس کے باوجود محترم جناب عبدالمالک مجاہد مدیر دارالسلام الریاض طعنہ حنفیوں کو دیتے ہیں کہ یہ پابند ہیں اپنے فقہ کے۔ عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے یہ صحیح اور صریح احادیث سے ہم ثابت کر چکے ہیں آپ برائے مہربانی وہ صریح اور صحیح روایت پیش کریں جن میں ہاتھ اٹھانے اور رکوع و سجود کی کیفیت مردوں جیسی ہو؟ وہ ذرا لائیں جو ابھی تک نہ قاری خلیل الرحمن صاحب لاسکے ہیں اور نہ ہی حافظ صلاح الدین یوسف صاحب لاسکے ہیں، اور نہ تاقیامت لاسکتے ہیں!! فقط قیاس کیا ہے "صلوا کما رایتمونی اصلی" سے بس، اس رسالے میں کوئی علمی وتحقیقی جائزہ نہیں لیا گیا ہے صرف ضد اور تعصب کی بنا پر طعن وتشیع کیا گیا

ہے لب ولہجہ بازاری قسم کا اور گھٹیہ استعمال کیا گیا ہے۔ مدیر صاحب نے غلط بیانی کی ہے۔ انشاء اللہ قارئین کرام کے سامنے دونوں موقف اور ان کے دلائل ہیں پڑھ کہ خود فیصلہ کریں گے کہ صحیح موقف کس کا ہے اور غلط کس کا ہے؟ احادیث سے کس کا موقف ثابت ہوتا ہے اور غلط قیاس سے کس کا؟

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

ترجمہ: اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہوگیا بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔پ۱۵۔بنی اسرائیل آیت ۸۱

"کیا عورتوں کا طریقہ نماز مردوں سے مختلف ہے؟ ایک حنفی مفتی صاحب کے دلائل کا جائزہ"۔

حافظ صلاح الدین صاحب نے صفحہ ۵ پر حضرت مولانا مفتی شیخ الحدیث سبحان محمود صاحب کا مذکورہ بالا عنوان پر دلائل کا جائزہ لیا ہے جس میں مرد، عورت کا طریقہ نماز علیحدہ علیحدہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ آگے وہیں (صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي) تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

حافظ صلاح الدین صاحب! آپ نے صرف چار پانچ الفاظ حدیث مبارکہ کے نقل کرکے پھر اس سے اپنا قیاس کیا ہے جو آپ کی ناقص فہم کی ایجاد ہے ورنہ شارحین حدیث بھی

آپ والے قیاس کی طرف اشارہ کرتے لیکن انہوں نے آپ کے سر پر ہاتھ نہیں رکھا اس مسئلے میں قرآن و حدیث کی طرح اجماع امت نے بھی آپ کو یتیم کردیا ہے۔ آگے دیکھیں کہ اس بخاری شریف کی حدیث کے متعلق آپ کا قیاس مبارک کیا فرماتا ہے۔ بخاری شریف کتاب الصلوۃ باب۳۴۶۔

(إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَىٰ عُنُقِهِ فِي الصَّلَوٰةِ. حدیث نمبر ۴۹۰ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ اُمامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے جو ابوالعاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی بیٹی تھیں پھر جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھالیتے۔"

حافظ صلاح الدین صاحب! آپ کا قیاس مبارک تو یہ کہتا ہے کہ جس حالت میں آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اسی طرح پڑھنی چاہئے یعنی سارے مسلمان نمازی مرد اور عورتیں اپنے اپنے کندھوں پر نواسیاں بٹھا کر آئیں اور پھر نماز پڑھیں کیونکہ دیکھا ایسا گیا ہے اور مزے کی بات کہ پوری بخاری شریف میں اس سے منع کی کوئی بھی روایت موجود نہیں ہے!! تو صاف واضح ہوا کہ آپ کے قیاس پر عمل کرتے ہوئے اسی طرح نواسیاں اٹھاکر پھر نماز ادا کریں۔ ورنہ سنت

کے خلاف ہوگا اور بخاری شریف پر بھی عمل نہیں ہوگا۔

آپ اپنی اداؤں پہ ذرا غور کرو ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶ اور سات پر فقہاء پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور بیحد غم و غصہ دکھاتے ہوئے صفحہ ۶ پر مفتی سبحان محمود رحمتہ اللہ علیہ پر تنقید کرنے کی غرض سے روزنامہ جسارت کراچی ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۱ع، کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مفتی صاحب نے 'دلائل' ذکر کرنے سے پہلے بطور تمہید یہ ارشاد فرمایا کہ ''فقہاء حضرات جو بھی مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کی اصل قرآن کریم اور حدیث سے ہوتی ہے۔ البتہ یہ معلوم کرنا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اصل کہاں ہے؟ یہ ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لیے مجتہدانہ صلاحیت کی ضرورت ہے اس لیے عام لوگوں کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ اپنے مسلک کے فقہاء اور امام کے بیان کئے ہوئے مسائل پر عمل کریں اسی میں ان کے لیے عافیت ہے کیونکہ عوام خود قرآن وحدیث کو صحیح طریقے سے سمجھ کر مسائل معلوم نہیں کرسکتے۔ البتہ مجتھدین اور فقہاء حضرات اس کی اصل کو تلاش کرتے ہیں اور اصل کے بغیر کچھ نہیں حافظ صاحب! سب سے پہلے آپ یہ بتائیں کہ یہ اخبار کی بات ۱۹۸۱ع کی ہے بقول آپ کے تو اس کا جواب آپ کو جون ۲۰۰۶ع میں کیسے یاد آیا؟ دوسرا آپ کا ناراض ہونا اعتراض کرنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہی بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے جو اہمیت حضرت مفتی سبحان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے وہ سچ

ہے اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انشاء اللہ آپ کے اور قارئین کے سامنے وہ اہمیت پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلے قرآن مجید کا مطالعہ کریں:

(فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) (پ۱۱ سورة توبة آیت ۱۲۲)

ترجمہ: ''پھر ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین کا (علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ حذر (یعنی خوف) کرتے۔''

لھذا ہر قوم میں سے چاہیے بعض لوگ پیغمبر ﷺ کی صحبت میں رہیں تاکہ علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھائیں اب پیغمبر ﷺ موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے، طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد بھی فرض کفایہ فقہاء کی طرف رجوع کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو دین کا تفقہ حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور دوسروں کو سمجھانا بھی ضروری ہے۔ البتہ بخاری شریف میں حدیث ہے کہ۔

(خَطِیباً یَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ)

ترجمہ: ”وہ خطبہ کے دوران میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں۔“ (بخاری شریف حدیث نمبر۷۱ کتاب العلم صفحہ۹۶ ج۱ عربی صفحہ۱۶ ج۱ ومسلم صفحہ۱۴۴ ج۲)

یعنی دین کا تفقہ اسی کو حاصل ہوگا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمائیں گے۔ لھذا فقہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہے کوئی لغویات یا گالی نہیں جس سے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کو غصہ آتا ہے۔ اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو یہاں اللہ تعالیٰ نے چاروں قسم کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے۔ فقط دو نہیں وہ چار کون سے ہیں اور کہاں ہیں؟ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ چاروں ہی قرآن مجید میں ہیں ذرا ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں، اور قرآن مجید کے آگے سرتسلیم خم کردیں۔

نمبر۱:- (اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ) (الاعراف پ۸ آیت۳)

ترجمہ: ”(لوگوں) جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو۔“

نمبر۲: رسول اللہ کی اتباع:

(قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ)

ترجمہ: ”(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو)۔“ (پ۳ آل عمران آیت ۳۱)

نمبر۳:- اجماع کی اتباع:

(وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِیْرًا) (نساء آیت ۱۱۵ پ۵)

ترجمہ: ”اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دینگے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے۔“

نمبر۴:- اور مجتہد کی اتباع:

(وَاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ) (لقمان آیت ۱۵ پ۲۱)

ترجمہ: "اور جو شخص میری طرف رجوع لائے اس کے رستے پر چلنا۔"

اتباع کا معنیٰ پیروی ہوتا ہے۔ اتباع کا لفظ ہو یا پیروی کا۔ ان سب کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ لھذا فقیہ مجتہد کی بات با دلیل ہوتی ہے اور با دلیل بات کو ماننا یہ تقلید مذموم نہیں ہے بلکہ ممدوح ہے۔ اسی طرح راوی کی روایت کو قبول کرنا تقلید فی الروایت ہے اور مجتہد کی درایت کو قبول کرنا تقلید فی الدرایت ہے اور کسی محدث کی رائے سے کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف یا مجھول ماننا بھی تقلید ہے۔ اور یہ تقلید حافظ صلاح الدین صاحب بھی بڑے شوق سے کرتے ہیں!! دیکھیں کسی امتی کے بنائے ہوئے اصول حدیث اصول تفسیر، اور اصول فقہ کو ماننا بھی تقلید ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ کس کی تقلید جائز ہے اور کس کی تقلید ناجائز اور حرام ہے۔ مثال سے سمجھیں کہ جس طرح لغت کے اعتبار سے گدھی، بلی، اور کتیا کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہا جاتا ہے اور بھینس، بکری، اور گائے کے دودھ کو بھی دودھ ہی کہتے ہیں۔ لیکن حکم میں حرام اور حلال کا فرق ہے۔ اسی طرح تقلید کی بھی دو قسمیں ہیں، اگر کسی حق سے بے خبر انسان کی حق کی مخالفت میں تقلید کرلے تو یہ مذموم ہے ناجائز ہے حرام ہے اور اگرحق پر عمل کرنے کی غرض سے کسی ماہر انسان جو حق کو اچھی طرح جاننے والے ہوں متقی

انسان ہوں تو ایسے انسان کی تقلید کہ اس نیت سے کہ میں مسائل کا براہ راست استنباط نہیں کرسکتا ہوں، اور فقیہ مجتہد ہم سے زیادہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کو سمجھتا ہے۔ اس لیے میں اُس سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دین کی باتیں سمجھ کرعمل کرونگا۔ تو یہ تقلید جائز اور واجب ہے حلال ہے۔ مامور بہ ہے، آگے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی مرضی ہے جسے اختیار کریں۔ کیونکہ اپنی کتاب کے صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ یہ حکم کس نے دیا ہے؟ قرآن حکیم نے تو بار بار اللہ اور رسول کی اطاعت ہی کا حکم دیا ہے۔ اطاعت فقہاء و ائمہ کا حکم تو کہیں بھی نہیں دیا ہے۔ مسلمان عوام اگر پابند ہیں تو صرف قرآن وحدیث کے ہیں نہ کہ اقوال وآرائے رجال کے۔ حافظ صاحب! جواب ملاحظہ فرمائیں آپ حدیثوں کو صحیح یا ضعیف کیوں کہتے ہیں؟

تضعیف

ان کی صحت یا ضعف کا حکم بھی قرآن و سنت میں تلاش کرنا چاہئے؟ یہاں پر آپ اپنے اصول کو چھوڑ کر اقوال و آرائے رجال کے آگے ماتھا ٹیکتے ہو آخر کیوں؟ کچھ سبب تو بیان کریں؟ ورنہ آپ اپنے شعر کے بَـمِـصْـدَاق ہیں جو آپ نے خود پسند کیا ہے:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

حافظ صاحب! قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں فقیہ کا شان و مرتبہ آپ کے سامنے پیش کرچکے ہیں اب آگے آپ کی مرضی ہے مانو یا نہ مانو۔ جناب عالی مفتی صاحب اپنا مئوقف صریح اور واضح احادیث کی روشنی میں پیش کر چکے ہیں ان کی پیش کردہ احادیث پر جو آپ نے جرح کی ہے وہ لغو، فضول، اور بے بنیاد ہے۔ ام یحیٰ بنت عبدالجبار کی توثیق اوپر بیان کی گئی ہے وہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔ یا پھر آپ کی تسلی کے لیے یہاں دوبارہ کچھ عرض کردیتا ہوں۔ طبرانی کی مندرجہ بالا حدیث کی پوری سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی قال حدثنی میمونت بنت حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر قالت سمعت عمتی ام یحیٰ بنت عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیها عبدالجبار

عن علقمته عمها وائل بن حجر قال: الخ

امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، البتہ ام یحیٰ کے بارے میں فرمایا ہے کہ مجھے ان کا تعارف نہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

رواه الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونة بنت حجر عن عمتها ام یحیٰ بنت عبدالجبار ولم اعرفها وبقیته رجاله ثقات! مگر امام ہیثمی رحمتہ اللہ علیہ کے تعارف نہ ہونے سے اس حدیث کی سند پر کوئی اثر نہیں پڑتا؟ لہٰذا اس حدیث کی سند معتبر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حاشیہ اکمال الکمال اس میں ام یحیٰ کے بارے میں ہے۔

(بنت عبدالجبار بن وائل کنیتها ام یحیٰ روت عنها میمونت بنت حجر بن عبدالجبار بن وائل بفاحجر ذکرها ابن منلدة فی تاریخ النساءِ) حاشیہ اکمال الکمال جزء ۲ صفحہ ۴۷۸ اور تاریخ دمشق میں ان کا نام کبشہ مذکور ہے۔ چنانچہ وائل بن حجر کے باب میں ہے:

حدثنا میمونة بنت حجر بن عبدالجبار ابن وائل قالت سمعت عمتی کبشت ام یحیٰ بنت عبدالجبار بن وائل عن ابیها وعن علقمته عمها عن وائل ابن حجر. (تاریخ دمشق جزء ۶۲ صہ۳۹۰ باب وائل بن حجر بن سعد)۔

لہٰذا اب اعتراض کی گنجائش نہیں رہی!

صفحہ ۱۱ پر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے قرآن و سنت کو چھوڑ کر ابن حجر، اور قاضی شوکانی کے قول پیش کئے

ہیں جب کے دعویٰ یہ ہے ہر مسئلہ کے لیے قرآن و حدیث ہونی چاہیے۔ مفتی صاحب پر اس قسم کا اعتراض کیا ہے اب یہاں پر ہم بھی حافظ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ جناب! آپ یہاں قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ابن حجر اور قاضی شوکانی کو حجت اور دلیل مانتے ہو یہ قرآن کی کس آیت میں ہے یا کس صحیح حدیث میں ہے؟ آپ کے پاس دلائل میں قرآن وحدیث کے بجائے شوکانی کا قول ہے یہ آپ کو مبارک ہو ہم مفتی صاحب کی پیش کردہ صریح احادیث پر عمل کرینگے۔ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے صفحہ ۱۲ پر عنوان قائم کیا ہے کہ ''ہاتھ باندھنے میں فرق؟'' اس عنوان کو پڑھتے ہی بڑی حیرانی ہوئی کہ حافظ صاحب کا مزاج دینی مسائل میں آوارہ قسم کا ہے ہم نے ان کی کتابیں پڑھیں ہیں۔ ہمیں ان کے مزاج میں کہیں ٹھہراؤ نظر نہیں آتا ان کو اپنے فرقہ اہل حدیث کے خلاف ہر چیز سنت کے خلاف ہی نظر آتی ہے اور ساری احادیث ضعیف دکھائی دیتی ہیں۔ صحابہ کرام کا عمل حجت نہیں ہوتا، خلفائے راشدین کی باتیں قابل رد ہوتی ہیں، جمہور کیا کہتے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے اس کی ان کو پرواہ نہیں ہوتی۔ حدیث میں ثقہ کی زیادتی منظور نہیں ہوتی انہیں اپنے مسلک کے خلاف ساری احادیث میں اضطراب نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس اگر مسئلہ اپنے فرقے اہل حدیث کے مطابق ہو تو پھر حدیث کا ضعیف ہونا بھی قبول ہوتا ہے، صحابہ کرام کے قول وعمل سے استدلال بھی جائز ہوجاتا ہے، خلفائے راشدین

کا عمل بھی اچھا لگتا ہے۔ ثقہ راوی کی زیادتی بھی محدثین کا مذہب قرار پاتی ہے، حدیث میں جو اضطراب ہوتا ہے وہ بھی ان کی آنکھوں کو بڑی ٹھنڈک پہنچاتا ہے!! (ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل صحیح احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَضَعُ یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ فِی الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

ترجمہ۔ حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ ،اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول صفحہ ۳۹۰

اس کی سند صحیح ہے آثار السنن صفحہ۹۰اردو ترجمہ صفحہ۲۰۱۔ یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے محدث قاسم بن قطلوبغارحہ تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔ هٰذَا سَنَدٌ جَیِّدٌ. کہ یہ سند عمدہ ہے محدث ابوالطیب المدنی رحمتہ اللہ علیہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں. هٰذَا حَدِیْثٌ قَوِیٌّ مِنْ حَیْثُ السَّنَدِ. کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے شیخ محمد عابد السندھی المدنیؒ طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ. کہ اس حدیث کے راوی ثقہ قابل اعتماد ہیں۔ الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی

توثیق کی ہے (بذل المجہود شرح ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج۱ صفحہ ۲۱۴ آثار السنن صفحہ ۹۰ اردو ترجمہ صفحہ ۲۰۱۔ اس کی صحیح حدیث کی تائید واستشہاد کے درجہ میں درج ذیل روایات وآثار بھی ہیں۔ لہٰذا خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَضْعُ الْيَمِيْنِ عَلٰى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ. ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔ حوالہ دیکھیں۔ (مسند امام احمد ج۱ صفحہ ۱۱۰ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ صفحہ ۳۹۱ دار قطنی ج۲ صفحہ ۲۸۶ سنن بیہقی ج۲ صفحہ ۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وُضِعَ الْكَفُّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے (ابو داؤد بروایت الاعرابی) علامہ علاؤالدین المارديني ابن الترکمانیؒ نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (الجوہر النقی علی البیہقی جلد۲ صفحہ ۳۱ طبع مصر) حضرت ابو مجلز تابعیؒ فرماتے ہیں:

(وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْسَاَلْتُهُ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ اَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ).

ترجمہ: حجاج بن حسان نے کہا مینے ابو مجلز سے سنا کہا میں نے ان سے پوچھا (راوی کو شک ہے) مینے کہا میں ’ہاتھ‘ کیسے رکھوں انہوں نے کہا کہ وہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور انہیں ناف سے نیچے رکھے)۔

رواہ ابن ابی شیبۃ جلد اول صفحہ ۳۹۱ اس کی سند جید ہے (الجواہر النقی علی البیہقی ج۲ صفحہ ۳۱ حافظ ابوبکر مالکیؒ نے بھی التمہید میں، ابو مجلز کا مذکورہ مسلک نقل کیا ہے۔ ایضاً حضرت ابراھیم نخعی تابعیؒ فرماتے ہیں:

وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ.

ترجمہ: ابراھیم (نخعیؒ) نے کہا نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج۱ صفحہ ۳۹۰ اس کی سند حسن ہے (آثار السنن صفحہ ۹۱ اردو ترجمہ صفحہ ۲۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ النُّبُوَّةِ تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ وَتَاخِيْرُ السُّحُوْرِ وَوَضْعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ).

تین باتیں اخلاق نبوت سے ہیں۔ ۱ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا۔ ۲۔ سحری کھانے میں تاخیر کرنا۔ ۳۔ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

(محلیٰ ابن حزم تعلیقاً الجواہر النقی علیٰ بیہقی جلد۲ صفحہ ۳۲) یہ تھیں وہ روایات جن میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی صراحت موجود ہے اور یہ روایات سنداً صحیح ہیں۔

اس کے باوجود حافظ صلاح الدین صاحب نہ ماننے پر کمربستہ ہیں یہاں پر علم و دیانت کا شاہکار کیوں یاد نہیں آتا؟ آیئے آپ کی روایت کا حال آپ کو تحقیق کے آئینے میں دکھاتے ہیں۔ شاید آپ کا ضمیر جاگ اٹھے! صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوٰۃ ج ۱ صفحہ۲۴۳ رقم الحدیث۴۷۹ یہ حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے سینے پر ہاتھ رکھنے کے الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔ یہ روایت اعلام الموقعین ج ۲ صفحہ۴۰۰ المثال الثانی والستون میں علامہ ابن قیمؒ نے بحوالہ ابن خزیمہ نقل کی ہے اور ساتھ یہ صراحت بھی کی ہے کہ یہ روایت محدثین کی ایک جماعت نقل کرتی ہے لیکن علیٰ صدرہ کے الفاظ صرف مؤمل بن اسمٰعیل ہی نقل کرتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے مذکورہ حدیث سے ہاتھ کھلے چھوڑنے کو سنت صحیح صریحہ کی مخالفت قرار دیا ہے کیونکہ ہاتھ باندھنا سنت ہے، ساتھ ہی علامہ موصوف نے 'علیٰ صدرہ' کے الفاظ غیر محفوظ ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ یہ الفاظ صرف مؤمل بن اسمٰعیل نے نقل کیے ہیں، سفیان ثوریؒ کے دیگر شاگرد یہ روایت تو نقل کرتے ہیں۔ لیکن یہ الفاظ 'علیٰ صدرہ' نقل نہیں کرتے۔

مصنفؒ نے التعلیق الحسن میں کہا ہے کہ مجھے صحیح ابن خزیمہ کا نسخہ نہیں ملا صحیح ابن خزیمہ کی سند اس طرح ہے:

اخبرنا ابو طاھرنا ابوبکرنا ابو موسیٰ نا مومل نا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال صلیت

الخ۔

اور یہ روایت السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الصلوٰۃ ج۲ صفحہ۳۰ باب وضع الیدین علیٰ صدرہ میں موجود ہے التعلیق الحسن میں اس کی پوری سند بعینہ موجود ہے، اس میں بھی مؤمل بن اسمٰعیل عن الثوری عن عاصم بن کلیب ہے۔

مؤمل بن اسمٰعیل کی وجہ سے ہی مصنفؒ نے کہا ہے "وَفِیْ اِسْنَادِہٖ نَظَرٌ" کیونکہ مؤمل پر شدید جرح ہے۔ ابو حاتم اسے کثیر الخطاء اور امام بخاری اسے منکرالحدیث کہتے ہیں۔ امام ابو زرعہ کہتے ہیں "فِیْ حدیثه خطاً کثیر" میزان الاعتدال جلد۴ صفحہ۲۲۸۔

یہ روایت ابو داوٗد کتاب الصلوٰۃ صفحہ۱۰۵ باب رفع الیدین ابن ماجہ ابواب الصلوٰۃ صفحہ ۵۹ باب وضع الیمین علیٰ شمال میں دو سندوں سے نسائی کتاب الصلوٰۃ جلد اول صفحہ۱۴۱ باب موضع الیمین من الشمال فی الصلوٰۃ۔ اور مسند احمد ج۴ صفحہ۳۱۶ میں ایک سند اور ج۴ ۳۱۸ میں دو سندوں سے اور ج۴ صفحہ۳۱۹ میں ایک سند ہے یعنی صرف مسند احمد میں چار سندوں سے موجود ہے لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ کہیں بھی "عَلٰی صَدْرِہٖ" کے الفاظ نہیں ہیں یہ الفاظ صرف مؤمل بن اسماعیل نے نقل کیے ہیں اور یہ راوی اتنی زیادہ جرح ہوتے ہوئے کسی طرح بھی یہ الفاظ ثابت نہیں کرسکتا۔ علاوہ ازیں امام سفیان ثوری کا اپنا عمل ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر ہے، اور پھر ان الفاظ میں اضطراب بھی ہے ابن خزیمہ میں 'علیٰ

صدرہ' ہے مسند بزار میں 'عند صدرہ' اور ابن ابی شیبہ میں 'تَحتَ السُّرَّةِ' ہے۔

مصنف رح نے التعلیق الحسن میں علامہ ابن قیم رح پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن قیم رحہ نے کیسے سینے پر ہاتھ باندھنے کو سنت صحیح صریحہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ علیٰ صدرہ کے الفاظ شاذ غیر محفوظ ہیں، علاوہ ازیں اس میں اضطراب بھی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنفؒ سے اس مقام پر علامہ ابن قیم رحہ کی عبارت سمجھنے میں سہو ہوا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن قیم رحہ ہاتھ باندھنے کو سنت صحیح صریحہ کہتے ہیں۔ اور کھلے چھوڑنے کو اس کی خلاف ورزی کہتے ہیں۔ لھٰذا سینے پر ہاتھ باندھنے کو علامہ نے ہرگز سنت صحیحہ صریحہ نہیں کہا ہے۔ کیونکہ علامہ موصوف خود البدائع الفوائد میں لکھتے ہیں۔

وَیَکْرَہُ اَنْ یَّجْعَلَهُمَا عَلَى الصَّدْرِ وَذَالِکَ لِمَارُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ نَهیٰ عَنِ التَّکْفِیرِ وَهُوَ وَضْعُ الْیَدِ عَلَى الصَّدْرِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ ہاتھ سینے پر باندھے جائیں اور یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے تکفیر سے منع فرمایا ہے اور وہ ہاتھ سینے پر رکھنا ہے۔ (بدائع الفوائد ج۳ صفحہ ۹۱)

نماز میں ہاتھ کہاں باندھنے چاہیئے اس کا فیصلہ امام

ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ اس بارے میں صحابہ کرام و تابعین سے صرف دو طرح کی بات منقول ہے ایک ناف کے نیچے اور دوسری ناف کے اوپر بس باقی سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر انہوں نے کہیں بھی نہیں کیا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام وتابعین کا امام ترمذیؒ کی نگاہہ میں ان دو عمل کے علاوہ تیسرا کوئی عمل ہی نہیں تھا۔ سنیئے امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کی بات انہیں کے الفاظ ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلیٰ هٰذا عِنْدَ اَهْلِ الْعلم من اَصْحَابُ النَّبِیُّ ﷺ وَالتابعین ومن بعدهم یرون ان یضع الرجل یمینهٗ عَلیٰ شِمَالِهٖ فی الصلواۃِ ورأی بعضهم ان یضعها فَوْقَ السُّرَّةِ ورأی بعضهم ان یضعهما تَحْتَ الْسُّرَّةِ وَکل ذالک واسع عندهم.

ترجمہ یعنی صحابہ کرام و تابعین عظام اور بعد کے اہل علم اصحاب کا اسی حدیث پر عمل ہے۔ یعنی یہ کہ نماز میں مصلی داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھے گا اور ان صحابہ وتابعین اور بعد کے لوگوں میں سے کچھ لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ نمازی اپنے ہاتھوں کو ناف کے اوپر باندھے گا اور کچھ لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ناف کے نیچے باندھے گا اور یہ دونوں طریقے ان کے یہاں جائز ہیں۔ ترمذی جلد اول صفحہ۵۹۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب!

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ جیسا وسیع النظر محدث کا یہ فیصلہ آپ کے سامنے ہے صرف یہی ایک بات اطمینان پیدا کرنے کے لئے کافی ہے کہ احناف کا مسلک وہ ہے جس پر تمام صحابہ کرام وتابعین عظام اور بعد کے ائمہ محدثین کا عمل رہا ہے، انہوں نے سینہ پر ہاتھ باندھنے والی بات کو لائق ذکر بھی نہیں سمجھا، اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اور محدثین حضرات میں سے کوئی بھی سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اب ہر ایک سمجھدار انسان آسانی سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ احناف کا عمل حدیث کے موافق ہے اور اہل حدیث کہلانے والے صرف ایک ضعیف روایت (جس کا راوی مئومل بن اسمٰعیل ہے) کولیکر باقی روایات کا انکار کرتے ہیں۔ ایک طرف اپنی تقریروں اور تحریروں میں لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ ہم حدیث کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے۔ لیکن حقیقت اس بات اور دعویٰ کے برعکس ہے۔ دیکھیں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کے پاس صحیح حدیث کوئی نہیں تو اب اقوال الرجال کی طرف جھک گیا ہے اور جھوٹ کے پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں۔ صفحہ نمبر۱۴ پر مولانا محمد حیات سندھی حنفی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں!! یہ حافظ صلاح الدین صاحب کا کھلا جھوٹ ہے کیونکہ مولانا محمد حیات سندھی پکا غیر مقلد تھا اس کو حنفی لکھنا جھوٹ ہے جو حافظ صاحب جیسی شخصیت کو زیب نہیں دیتا۔ محمد حیات سندھی کے بارے میں ان کے گھر کا فیصلہ

ملاحظہ فرمائیں۔ پھر ان کی صداقت پر آنسو بہائیں تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں۔

قاضی محمد اسلم سیف مکتبہ قدوسیہ صفحہ ۱۵۶ اور ۱۵۷ پر لکھتے ہیں کہ علامہ محمد حیات سندھی بڑے عالم محدث اور اکابر شیوخ حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ مسلکاً پختہ اہل حدیث تھے اپنی تصانیف سے ان کا مسلک بالکل واضح ہوجاتا ہے۔ حافظ صلاح الدین صاحب! اس قسم کے جھوٹ لکھنے سے مسلک اہل حدیث کا دفاع کرنا بہت مشکل ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ:

اس گھر کو آگ لگی

گھر کے چراغ سے

آپ کے گھر کا فیصلہ ہے کے مسلکاً پختہ اہل حدیث تھے اور آپ لکھ رہیں کہ محمد حیات سندھی حنفی ہیں یہ کیوں؟

آپ دونوں میں سے کون جھوٹا کون سچا؟ ملاحظہ فرمائیں تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں۔ کیا آپ اپنے دلائل حدیث کے بجائے اقوال الرجال سے پیش، کرتے ہیں؟ آپ کی دعویٰ اور دلائل میں بڑا تضاد ہے۔ ماننے پہ آتے ہو تو مولوی محمد حیات سندھی، کی بات کو اور شاہ نعیم اللہ بہرائچی کے حوالے سے انہیں مرزا مظہر جان جانان کے طرف منسوب جھوٹے قول کو مان کر اپنا دلیل پیش کرتے ہو۔ اور جب نہ ماننے پر آتے ہو تو صحیح حدیث کا بھی انکار کر بیٹھتے ہو اور خلیفہ راشد کی بات کو بھی نہیں مانتے یہ آپ کا نرالہ انداز

ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! کیا جھوٹ لکھنا اور بولنا نام کے اہل حدیث حضرات کا شیوہ اور شناخت ہے؟ میں نے اتنا کثرت سے جھوٹ کسی بڑی تقیہ باز سے بھی نہیں سنا اور نہ دیکھا جتنا غیر مقلدین مولویوں کے جھوٹ کا مشاہدہ کیا ہے چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی محمد یوسف جے پوری حقیقت الفقہ صفحہ۱۹۳ پر لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کی ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھا کرتے تھے ہدایہ ج۱ صفحہ۳۵۱ و مقدمہ ھدایہ صہ۱۱۱۔

آپ حیران ہوں گے کہ صاحب ہدایہ کا وصال ۵۹۳ھ میں ہوچکا تھا جبکہ حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید ۱۱۱۱ ھ میں پیدا ہوئے۔ اور وفات ۱۱۹۵ھ میں ہوئی۔ تو بارہویں صدی کے بزرگ کی نماز کا طریقہ چھٹی صدی ہجری کی کتاب میں کیسے آ گیا؟ یہ بڑا جھوٹ ہے بعینہ یہی جھوٹ حکیم فیض عالم صدیقی نے دہرایا۔ ملاحظہ ہو اختلاف امت کا المیہ صفحہ۹۶۔ اور اسی جھوٹ کا اعادہ خالد گرجاکھی صاحب نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو صلاۃ النبی صفحہ۱۵۷۔

قارئین کرام۔ ہم نے ان حوالوں کی تلاش میں شرح وقایہ، ہدایہ، اور مقدمہ ہدایہ ساری کی ساری کتابیں چھان ماریں لیکن یہ حوالے نہ مل سکے۔ اس لئے میں ان حوالوں کو

جھوٹا سمجھنے پر مجبور ہوں۔ اور ان حوالوں کا جھوٹا ہونا اس ایک بات سے ہی واضح ہوجاتا ہے کہ ان حوالہ دینے والوں نے حضرت مرزا مظہر جان جانان کا حوالہ مقدمہ ہدایہ میں دیا ہے۔ حالانکہ صاحب ہدایہ اور حضرت مرزا مظہر جان جانان کے زمانہ میں پانچ سو سال کا فرق ہے۔ سوال یہ ہے کہ پانچ سو سال بعد کے بزرگ کا ذکر مقدمہ ہدایہ میں کیسے آ گیا؟

مولوی محمد یوسف جے پوری اور حکیم فیض عالم صدیقی اس دنیا سے جاچکے ہیں وہ تو اللہ کے حضور جواب دہ ہوں گے تاہم خالد حسین گرجاکھی اور حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ابھی حیات ہیں تو ہمارا ان دونوں حضرات سے مطالبہ ہے کہ وہ مذکورہ حوالہ جات اصل کتابوں سے ثابت کرکے دکھائیں؟

لیکن اس کے برعکس ہمارا دعویٰ ہے کہ کائنات کا کوئی بھی غیر مقلد مولوی صاحب قیامت تک مذکورہ بالا حوالہ جات اصل کتابوں سے ہرگز ثابت نہیں کرسکتا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اپنی کتاب خواتین کا طریقہ نماز کے صفحہ ۲۵ پر حضرت والہ مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کی دعویٰ کو اس طرح نقل کیا ہے۔ کیونکہ عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحتاً ثابت نہیں، بلکہ خواتین کا طریقہ نماز مردوں کے طریقے سے جدا ہونا بہت سی احادیث اور آثار

صحابہ رضہ وتابعینؒ سے ثابت ہے اور چاروں ائمہ فقہ۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اس پر متفق ہیں۔ تفصیل ذیل میں ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب کی طرف سے ہمارا جواب! اس میں مولانا موصوف نے ایک بات یہ لکھی ہے کہ ”عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحتہً ثابت نہیں ہے۔

دوسری بات لکھی ہے: ”بلکہ خواتین کا طریقہ نماز مردوں کے طریقے سے جدا ہونا بہت سی احادیث و آثار صحابہ رضہ و تابعینؒ سے ثابت ہے۔“

تیسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ چاروں ائمہ فقہ اس پر متفق ہیں۔

حافظ صاحب! آپ نے عنوان قائم کیا ہے۔ ہمارا جواب! لیکن آپ نے جواب کے برعکس ذیل میں وہی تین دعوے جو مفتی صاحب کی طرف سے اوپر نقل تھے نیچے نقل کردیئے ہیں کیا اس جسارت کو جواب کہا جائیگا؟ افسوس صد افسوس آگے ابھی آپ لکھتے ہیں اس سلسلے میں ہماری پہلی گذارش یہ ہے کہ موصوف کو احادیث کے ساتھ آثار صحابہ رضہ وتابعینؒ کے ذکر کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟ ہمارے نزدیک اس کی وجہ محض وزن بڑھانا یا رعب ڈالنا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح سند سے مروی ایک حدیث بھی اس مسئلے میں علمائے احناف کے پاس نہیں ہے اور ایسا ہی معاملہ

آثار صحابہ وتابعین کا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر ہمارے دعوے کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی۔ بعون اللہ وتوفیقہٖ.

حافظ صلاح الدین صاحب! آپ کی پہلی گذارش کا جواب پیش خدمت ہے ملاحظ فرمائیں:

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی کی صداقت، دیانت، وامانت، تو روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے کیونکہ انہوں نے صحیح احادیث کے ساتھ آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اقوال تابعین رحمہ اللہ علیہم اجمعین وتبع تابعین کے عمل اور طریقے کی مزید تائید پیش کی ہے۔ جس سے ہر ایک صاحب ایمان کو خوش ہونا چاہیے۔ لیکن یہاں بڑی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے برعکس آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی وجہ محض وزن بڑھانا یا رعب ڈالنا ہے! اس پر ہم عرض کرینگے کہ دین کے تمام مسائل جو صحابہ کرام روضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے پیش کئے ہوئے طریقے اور راستے والے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اسی طرح تابعین عظام وتبع تابعین کے بتائے ہوئے طریقے اور راستے پر چلنے میں نجات اور کامیابی و کامرانی ہے اور ہی حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا.
(پ۵-نساء آیت:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنون کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدہر وہ چلتا ہے ہم اسے ادہر ہی چلنے دینگے (اور قیامت کے دن جہنم میں داخل کرینگے اور وہ بری جگہ ہے)۔

حافظ صلاح الدین صاحب! قرآن مقدس کے بتائے ہوئے فیصلے کے خلاف آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس کی وجہ محض وزن بڑھانا رعب ڈالنا ہے۔ یہ آپ کی غلط سوچ کا نتیجہ ہے! باقی حقیقت تو عیاں ہوچکی ہے۔ اس پر کسی نے خوب کہا ہے کہ:

حقیر سمجھ کر جسے بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلاؤگے تو روشنی ہوگی

حافظ صاحب کی طرف سے دوسری گذارش یہ ہے کہ موصوف نے فرمایا ہے:
عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحۃً ثابت نہیں ہے۔
یہ بات ایک حد تک صحیح ہے۔ جزاک اللہ مفتی صاحب

کی بات کو صحیح تو مان لیا کہ واقعی عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحۃً ثابت نہیں ہے۔ سچی بات نکل ہی جاتی ہے!!

میں حافظ صلاح الدین صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ جناب فیصلہ تو آپ نے خود ہی کرلیا کہ یہ بات ایک حد تک صحیح ہے۔ جب صحیح ہے تو پھر یہ اتنا شور مچانا اور کتابیں لکھنا طعن و تشنیع کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے اور کہاں کی دیانتداری ہے؟ کیا اس عمل کا نام اہل حدیث ہے؟ مسائل کو جان بوجھ کر ان پر اختلاف و انتشار کا بازار گرم کرنا، اور لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالنا یہ آپ جیسے نام کے اہل حدیثوں کی پہچان ہے؟

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! آپ نے حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب کے دلائل کی پہلی دلیل پر اعتراض کیا ہے کہ پہلے تو مضمون سمجھ میں نہیں آیا اور ثانیاً تلاش بسیار کے باوجود ہمیں یہ حدیث نہیں ملی محولہ بالا کتاب میں نہ دیگر مظاں میں۔ اگر موصوف اس کا مکمل حوالہ پیش کردیں تو ہم ان کے ممنون ہوں گے۔ خواتین کا طریقہ نماز صفحہ ۳۰۔

حافظ صاحب یہ حدیث مکمل باسند محولہ بالا کتاب جامع المسانید کے ج ۱ صفحہ ۴۰۰ پر موجود ہے۔ جب کہ آپ صفحہ ۲۰۰ پر تلاش بسیار میں اتنے مشغول رہے ہو کہ ہوش بھی کھو بیٹھتے ہو۔ اس سے آپ کی سمجھ، فہم، اور علمی تحقیق کا اندازہ قارئین کرام خود لگا سکتے ہیں اور ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ

آپ کی ساری کاوش سچ مچ اس شعر کی مصداق سمجھیں جو
آپ نے یاد کیا ہوا ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تاثریا می رود دیوار کج

جناب اعلیٰ اس حدیث کے اسی مذکورہ کتاب کے صفحہ ۴۰۰
پر تین مخرج ہیں اور یہ روایت صحیح ہے، توثیق پہلے پیش کر چکے
ہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں یہاں پر دیکھیں پہلا (اخرجہ) ابو محمد
بخاری دوسری سند (واخرجہ) القاضی عمر بن الحسن الاشنانی، تیسری
سند (واخرجہ) ابن خسرو فی مسندہ اشنانی بھی صدوق راوی
ہے۔ دیکھیں لسان المیزان ج ۴ صفحہ ۲۹۲ حرف (العین) وسئل
عنہ ابو علی الہروی فقال انہ صدوق۔ باقی جو احادیث کو نہ مانے
تو اس کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں!! وہ اپنی قسمت پر روتا رہے یا
سر پیٹ لے جس پر اس کا جی چاہتا ہے۔

الحمدللہ ہم ساری احادیث کی توثیق اوپر پیش کر آئے ہیں
جن پر حافظ صلاح الدین صاحب نے فضول اعتراض کیے
ہیں۔ امید ہے کہ سمجھ جائے گا۔

آ ہی گیا ہے باتوں ہی باتوں میں
سمجھ جائیگا دوچار ملاقاتوں میں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ
التسبیح للرجال والتصفیق للنساء ترمذی شریف! صفحہ ۸۵
سعید کمپنی و مسلم شریف صفحہ ۱۸۱ جلد اول.

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حدیث بالا کا جواب
آپ نے بالکل غلط دیا ہے۔ کیا حدیث کو ماننے کا یہ طریقہ
ہے جو آپ نے اخذ کیا ہے؟

کیوں قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہو؟ آپ کو
اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف نہیں؟ کیا اہل حدیث حضرات کی
تمام خواتین مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتی ہیں؟ اگر نہیں
کرتیں تو کیوں؟ کیا آپ اپنی اہلیہ کو روزانہ باجماعت نماز
پڑھانے مسجد لے جاتے ہیں ایمانداری سے بتاؤ؟ اگر نہیں
لیجاتے ہو اور یقیناً نہیں لیجاتے ہو پھر بھی آپ اس حدیث کو
مانتے ہو؟ اور جو اصل مقصد ہے کہ مرد اور عورت کی ادائگی
عمل مختلف ہے اس کو ہرگز نہیں ماننا۔ اسی کا نام اہل حدیث
ہے؟ تو پھر یہ نام آپ کو اور آپ کے ہمنواؤں کو مبارک ہو!

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب نے جو
احادیث پیش کی ہیں ان احادیث پر جو اعتراضات و جرح کی
گئی تھی قاری صاحب کے طرف سے یا حافظ صلاح الدین
صاحب کے طرف سے ان کو الحمدللہ اصول حدیث کی روشنی
میں جواب شافی و کافی دیا گیا ہے اور احادیث کی مکمل توثیق
دوسرے مخرج سے کی گئی ہے۔ اس کے باوجود جناب حافظ
صلاح الدین یوسف صاحب کے الفاظ پر تو ذرا غور کرو۔ صفحہ
۴۲ پر فرماتے ہیں کہ: انہیں احادیث کہنا اور احادیث باور کرانا
جہنم کی وعید کا مستحق بنتا ہے۔ اس پر ہم صرف اتنا کہیں گے
کہ: اندھے کو اگر بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ ﷺ
نظر نہ آئے تو اس میں آنکھوں والوں کا کیا قصور ہے۔ اسی

طرح چمگادڑ کو اگر سورج کی روشنی میں کچھ بھی نظر نہ آئے تو اس میں اوروں کا کیا قصور ہے؟ حافظ صاحب! آپ نے جو صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے کہ سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے تو آپ جی بھر کے سر پیٹ لو۔ صبر کے خلاف آپ نے یہ اچھا عمل تلاش کیا ہے یہ آپ کو مبارک ہو۔

ستم ظریف یہ نہ سمجھو کے بے زبان ہم

ہے بات یوں کے ہم کرتے نہیں گلہ تم سے

عالم عرب کے حنفی علماء کی علمی دیانت یا اعتراف عجز:

یہ عنوان حافظ صلاح الدین صاحب نے صفحہ ۴۲ پر قائم کیا ہے۔ ذیل میں لکھتے ہیں کہ گذشتہ چند سالوں میں عالم عرب سے تین کتابیں چھپ کر آئی ہیں۔ تینوں کتابوں کا موضوع یہ ہے کہ حنفی فقہ کے سارے مسائل قرآن وحدیث کے مطابق ہیں۔تینوں مؤلفین نے اس بات کے اثبات پر پورا زور صرف کیا ہے۔ ہم نے ان تینوں کتابوں میں مرد و عورت کی نماز کے فرق کے دلائل بطور خاص کوشش کرکے دیکھے (جس طرح جامع المسانید کے صفحہ ۴۰۰ کے بجائے صفحہ ۲۰۰ پر حوالہ تلاش کرتے رہے) اور نہ نظر آنے پر بہت خوش ہوگئے۔ حافظ صاحب! پہلے اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ پھر کسی فریق مخالف کی کتاب کا مطالعہ کرو!

آگے لکھتے ہیں۔ کیونکہ تینوں مؤلفین کا مقصد ہی اس تاثر یا حقیقت کی نفی کرنا ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ قرآن یا

حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن تینوں کتابیں دیکھنے کے بعد ہمیں سخت مایوسی ہوئی۔ کیونکہ تینوں نے مرد و عورت کی نماز کے درمیان فرق تو بیان کیا ہے۔ لیکن سوائے ایک مرسل روایت کے اور کوئی حدیث ان میں سے کسی نے بیان نہیں کی۔ سب نے صرف ایک عقلی دلیل کا سہارا لیا ہے کہ عورت کے لیے اس میں پردہ زیادہ (ستر) ہے۔

جواب: حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! آپ کے مقدر میں اگر مایوسی ہے تو ہم اس کا کیا علاج کرسکتے ہیں۔ آپ کا جی چاہتا ہے سر پیٹ لینے کو تو پیٹ لو یہ آپ کے اخلاص کی جزا ہے آپ کو۔ باقی آپ مان چکے ہو کہ ایک مرسل حدیث پیش کی ہے لہٰذا اسی کو مان لو۔ ان بیچاروں کو کیا پتہ کہ پاکستانی غیر مقلد نام کے اهل حدیث، مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی کی پیش کردہ ساری احادیث کے منکر ہیں تو ہماری پیش کردہ ایک حدیث بقول ان کے جو وہ بھی مرسل ہے تو اس کو حجت کیسے مانے گے؟

حافظ صاحب! آپ مرسل حدیث کے مقابلہ میں ایسی صریح مرسل حدیث پیش کرو جس میں یہ وضاحت ہو کہ مرد اور عورت کی ادائگی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ باقی ادھر اُدھر کی باتیں لکھنا شور مچانا غلط تاثر دینا یہ آپ جیسے اهل حدیثوں کو زیب نہیں دیتا۔ آپ دونوں حضرات کے دلائل کا موازنہ کیا گیا ہے۔ آپ حضرات نے ایک بھی صحیح، صریح حدیث اس عنوان پر واضح پیش نہیں کرسکے یہ آپ کے لیے

عبرت کا مقام ہے۔ آپ نے سارا زور اپنے غلط قیاس پر دیا ہے جس کی نفی بھی خود بیان کر گئے ہو اور تمہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ اپنی ساری عمارت کا بنیاد ایک خود ساختہ، غلط قیاس پر رکھا ہے اور جھوٹی دعویٰ ہے کہ ہر مسئلے پر ہمارے پاس احادیث موجود ہیں نہ جانے وہ احادیث کہاں چھپ گئیں کیوں نظر نہیں آئیں؟

آپ کے مقابلہ میں حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان میں اول نمبر پر احادیث پیش کی گئی ہیں۔ ثانیاً آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ثالثاً اقوال تابعین رحمہ اللہ و تبع تابعین پیش کیے گئے ہیں ان کی مزید تائید میں مندرجہ ذیل اقوال محدثین ملاحظہ فرمائیں۔ پھر حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے عمل کر کے دکھائیں۔

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عُقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد الاستاد امام عبدالرزاق حضرت معمر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

(عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ قَالَا اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَاِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ وَلَا تُجَافِیْ لِکَیْلَا تَرْفَعَ عَجِیْزَتَهَا).

فقہائے حدیث حضرت حسن بصریؒ (المتوفی ۱۱۰ ھ) اور حضرت قتادہ (المتوفی ۱۱۸ھ) نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے گی تو ممکنہ حد تک جسم (باہم اور زمین کے ساتھ) ملا کر رکھے گی اور اپنے اعضاء کو کھلا اور جدا جدا نہیں رکھے گی تاکہ اس کے سُرین اوپر نہ اٹھ جائے۔

فائدہ: ظاہر ہے کہ سجدہ کی حالت میں مردوں کے سرین اپنے اعضاء کو سجدہ میں کشادہ رکھنے کی وجہ سے اوپر کو اٹھی ہوئی ہوتی ہے اور عورتوں کو اس کے بر خلاف سکڑ کر اور اپنے اعضاء کو باہم اور زمین کے ساتھ ملانے کا حکم ہے۔ جس کے نتیجے میں سرین کا اوپر اٹھا ہوا نہ ہونا واضح ہے۔

اس کی وجہ بھی وہی اصول ہے کہ عورت کے جسم کا زیادہ سے زیادہ پردہ ملحوظ رہے۔

محدث ابن مبارک (المتوفی ۱۸۱ھ) حضرت ہشام (المتوفی ۱۴۶ھ) سے اور وہ مشہور تابعی اور کئی صحابہ کرام کے شاگرد حضرت حسن بصری (المتوفی ۱۱۰ھ) سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اَلْمَرْأَةُ تَضطَمُّ فِی السُّجُوْدِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ جلد اول صفحہ۳۰۳)

ترجمہ: حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عورت سجدے میں اپنے آپ کو خوب ملا کر اور چپکا کر رکھی گے۔

فائدہ: علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ جلیل القدر تابعی ہیں اور انہوں نے صحابہ کرام کی بڑی جماعت کو پایا ہے، عموماً ان کے اقوال کی بنیاد کوئی نہ کوئی حدیث یا صحابی کا قول و فعل ہوتا ہے اور اس کے متعلق جو ابن حجر مکی کی جو عبارت ہے وہ یہ ہے:

قَالَ اِبْنُ حَجَرِ الْمَكِیّ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ تَابِعِیٌّ جَلِیْلٌ اِجْتَمَعَ بِجَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَلاَ یَقُوْلُ ذَالِکَ اِلَّا عَنْ تَوْقِیْفٍ.

(ردالمختار جلد۲ فصل فی لاحرام و صفتہ المفرد)

محدث امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

محدث امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی حدیث کی معروف و مشہور کتاب سنن کبریٰ بیہقی میں تحریر فرماتے ہیں۔ (سنن کبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

(وَجِمَاعُ مَا یُفَارِقُ الْمَرْأَةُ فِیْهِ الرَّجُلَ مِنْ اَحْكَامِ الصَّلَاةِ رَاجِعٌ اِلَى السَّتْرِ وَهُوَ اَنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ بِكُلِّ مَا كَانَ اَسْتَرَلَهَا وَالْاَبْوَابُ الَّتِیْ تَلِیْ هٰذِهٖ تَكْشِفُ عَنْ مَعْنَاهُ).

ترجمہ: ''نماز کے وہ تمام احکام جن میں مرد و عورت کے درمیان فرق ہے وہ پردے کے اصول پر مبنی ہیں عورت کو حکم ہے ان تمام چیزوں کے لحاظ کرنے کا جو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردے کا باعث ہوں اور جو ابواب آگے آرہے ہیں وہ اس مقصد کو واضح کریں گے۔

امام بیھقی رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ:

امام بیھقی رحمہ اللہ اپنی کتاب (سنن کبریٰ بیھقی جلد ۲ صفحہ۲۲۲) میں درج ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں!

بَابُ مَایُسْتَحَبُّ لِلْمَرْأَةِ مِنْ تَرْکِ التَجَافی فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

ترجمہ: ''یہ باب اس بارے میں ہے کہ عورت کے لیے رکوع اور سجدے میں اعضاء کو فراخ اور کشادہ نہ رکھنا مستحب ہے۔

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! جو غصہ اور بھڑاس آپ نے مفتی صاحب پر نکالی ہے وہ ذرہ یہاں ان محدثین پر بھی نکالیں تو آپ کو حقیقی اہل حدیث مانیں گے؟

محدث امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ:

محدث کبیر امام عبدالرزاق رحمہ اللہ اپنی کتاب "المصنف" میں درج ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں۔

(بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا).

ترجمہ: یہ باب ہے عورت کے اپنے دونوں ہاتھوں سے تکبیر تحریمہ کے اشارہ کرنے کا اور عورت کے قیام اور اس کے رکوع اور اس کے سجدے کا (مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ۱۳۷)

اسی صفحہ پر ایک اور باب قائم کیا ہے۔

"بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ"

ترجمہ: یہ باب ہے عورت کے نماز میں بیٹھنے کا۔

حافظ صاحب! یہ محدثین حضرات عورتوں کی نماز کے متعلق کیوں الگ سے باب قائم کرتے ہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محدث امام ابن ابی شیبہ کا حوالہ:

محدث ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ) اپنی حدیث کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ جلد اول میں درج ذیل باب قائم فرماتے ہیں!

(اَلْمَرْأَةُ كَيْفَ تَكُونُ فِي سُجُودِهَا)

ترجمہ: "عورت کس طرح سجدہ کرے گی"

محدث وفقیہ امام محمد رحمہ اللہ کا بھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

امام محمد رحمہ اللہ "کتاب الاثار" میں درج ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں!

كَيْفَ تَجْلِسُ فِي الصَّلٰوةِ.

ترجمہ: "عورت نماز میں کس طرح بیٹھے گی۔"

(کتاب الآثار لمحمد ابن الحسن صفحہ۴۴) (امام محمد رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۷ھ) اپنی اسی کتاب میں اسی صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں:

أَحَبُّ إِلَيْنَا أَنْ تَجْمَعَ رِجْلَيْهَا فِي جَانِبٍ وَلَا تَنْتَصِبَ انْتِصَابَ الرَّجُلِ.

ترجمہ: ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ عورت اپنے پاؤں ایک طرف نکال کر جمع کرلے اور مرد کی طرح اٹھاکر اور کھڑے کرکے نہ رکھے۔

قارئین کرام! یہ تمام محدثین کیوں فرق کے قائل ہیں؟

کیا ان سارے محدثین کے سامنے 'صلوا کما رایتمونی اصلی' یہ حدیث نہیں گزری ہوگی انہوں نے اس کا مقصد نہیں سمجھا ماسواءِ حافظ صلاح الدین کے صحیح مسلم شریف کے شارح محدث امام نووی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں!

صحیح مسلم شریف کے شارح اور مشہور محدث امام نووی رحمہ اللہ (التوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں)۔

(وَيُسَنُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُجَافِيَ مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيُسَنُّ لِلْمَرْأَةِ ضَمُّ بَعْضِهَا اِلٰى بَعْضٍ وَتَرْكُ الْمُجَافَاةِ).

ترجمہ: ''مرد کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے اور عورت کے لیے ان اعضا کا ایک دوسرے کے ساتھ ملانا اور اعضاء کو کشادہ اور جدا نہ رکھنا سنت ہے۔ (شرح المھذب جلد ۳ صفحہ ۴۰۴ صفت الرکوع)

امام نووی رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں!

(قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْاَصْحَابُ يُسَنُّ اَنْ يُجَافِيَ مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَرْفَعَ بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ).

ترجمہ: ''امام شافعی اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں: مرد کے لیے سنت ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ہٹا کر رکھے اور عورت ان اعضاء کو باہم ملا کر رکھے۔''

(شرح المھذب جلد ۳، وضع الیدین والرکبتین والقدمین فی السجود)

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب! کیا یہ سارے کے سارے محدث حضرات کیوں فرق کے قائل ہیں کیا ان کے سامنے بخاری شریف کی حدیث "صلو کما رایتمونی اصلی" نہیں گذری ہوگی؟ یقیناً دیکھی ہے اس کے باوجود آپ کی طرح غلط قیاس نہیں کیا۔ اس وجہ سے یہ حضرات آپ کے سر پر شفقت کا ہاتھ نہیں پھیرتے۔ یقیناً اس مسئلہ میں آپ دونوں تنہا رہ گئے ہیں اپنی قسمت پر رویا کرو یا سر پیٹ لو جو آپ کا جی چاہے۔ ہم تو صرف دعا کرسکتے ہیں باقی ہدایت تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضۂ قدرت واختیار میں ہے وہ جسے چاہیں عطا فرما دیں۔

• محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (التوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وَتَضُمُّ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ).

ترجمہ: ''اور عورت رکوع اور سجدے میں اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے۔

(الاشباہ والنظائر، القول فی احکام الانثیٰ وما تخالف الذکر)

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العید کا حوالہ:

محدث شیخ الاسلام علامہ تقی الدین ابن دقیق العید رحمہ اللہ (التوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

(قَالُوْا اَلْمَرْاَۃُ تَضُمُّ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْهَا التَّصَوُّنُ وَالتَّجَمُّعُ وَالتَّسَتُّرُ وَتِلْكَ الْحَالَةُ اَقْرَبُ اِلٰى هٰذَا الْمَقْصُوْدِ).

ترجمہ: ”(فقہاء و علماء کا قول ہے) کہ عورت اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے۔ اس لیے کہ شریعت کی طرف سے اس کے حق میں مقصود یہ ہے کہ اس کی ہر طرح کے فتنے سے حفاظت رہے اور سمٹ کر نماز پڑھے اور پردے کا اہتمام کرے اور اعضاءِ باہم ملاکر رکھنے کی حالت اس پردہ اور فتنہ سے حفاظت کے مقصود کے زیادہ قریب ہے۔“

(احکام الاحکام جلد۱، تجافی الیدین عن الجنبین فی السجود)

علامہ شمس الائمہ سرخی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۸۳ھ) کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں:

(فَاَمَّا الْمَرْاَۃُ فَتَحْتَفِزُ وَتَنْضَمُّ وَتَلْصَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَعَضُدَيْهَا بِجَنْبَيْهَا هٰكَذَا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ سُجُوْدِ النِّسَاءِ وَلِاَنَّ مَبْنٰى حَالِهَا عَلَى السَّتْرِ

ترجمہ: جہاں تک عورت کا معاملہ ہے تو وہ سمٹ کر اور اپنے اعضاء کو باہم اور زمین کے ساتھ ملاکر سجدہ کرے گی۔ اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے گی۔ اور اپنے پہلوؤں

فَمَا يَكُوْنُ اَسْتَرَ لَهَا فَهُوَ اَوْلٰى لِقَوْلِهٖ ﷺ اَلْمَرْاَۃُ مَسْتُوْرَۃٌ).

کو ملاکر رکھے گی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عورتوں کے متعلق مسنون سجدہ کا طریقہ منقول ہے، اور ایک وجہ یہ ہے کہ عورت کی حالت کا دارومدار پردہ پر ہے۔ لہٰذا جس حالت میں عورت کے لیے زیادہ ستر اور پردہ ہوگا۔ وہ حالت اس کے لئے زیادہ بہتر ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کا عورت کے بارے میں فرمان ہے کہ وہ ستر اور پردہ کی چیز ہے۔ (المبسوط ج۱ کیفیۃ الدخول فی الصلاۃ)۔

علامہ سرخی رحمہ اللہ کا ایک اور بھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

وَتَقْعُدُ الْمَرْاَۃُ فِيْ صَلَاتِهَا كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا لِمَا رَوَيْنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِتِلْكَ الْمَرْاَۃِ ضُمِّيْ بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَى الْاَرْضِ وَلِاَنَّ مَبْنٰى حَالِهَا

ترجمہ: اور عورت نماز میں ایسے طریقے پر بیٹھے گی جس میں اس کے لیے پردے کی زیادہ رعایت ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے عورت کے بارے میں فرمایا تھا کہ اپنے جسم کے

عَلَى التَّسَتُّرِ فِيْ خُرُوْجِهَا فَكَذَالِكَ فِيْ صَلاَتِهَا يَنْبَغِيْ اَنْ تَسَتَّرَ بِقَدْرِ مَاتَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ).

بعض حصے کو زمین کے ساتھ ملالو؟ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورت کے باہر نکلنے کی صورت میں اس کی حالت کا مدار پردے پر رکھا گیا ہے؟ لہٰذا نماز میں بھی اس اصول کی رعایت کی جائی گی؟ اور یہی بات زیادہ مناسب ہوگی کہ وہ جتنی پردے کی رعایت کرسکتی ہو اتنی رعایت کرے؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ عورت پردے اور چھپانے کی چیز ہے۔

(المبسوط للسرخسی جلد اول باب الحدیث فی الصلاۃ)

علی بن سلیمان حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

علی بن سلیمان بن احمد المرداوی حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

”اِنَّهَا تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَكَذَا فِيْ بَقِيَّةِ الصَّلَاةِ بِلَا نِزَاعٍ.“

ترجمہ: ”عورت رکوع اور سجدے اور اسی طرح نماز کی بقیہ تمام حالتوں میں بالاتفاق اپنے آپ کو جمع کرکے اور سکیڑ کر رکھے گی۔“

(الانصاف جلد ۲ باب صفت الصلاۃ)

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں!

(وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: تَتَرَبَّعُ فِیْ جُلُوْسِهَا اَوْتَسْدُلُ رِجْلَيْهَا عَنْ يَّمِيْنِهَا، وَالسَّدْلُ عِنْدَهٗ اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ النَّخْعِیِّ، وَالثَّوْرِیِّ وَاِسْحَاقَ، لِاَنَّهٗ اَشْبَهُ بِجِلْسَةِ الرَّجُلِ، وَاَبْلَغُ فِی الْاِجْتِمَاعِ وَالضَّمِّ وَحَمَلَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا فِعْلَ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَلٰى مِثْلِ ذَالِکَ)

ترجمہ: اور امام احمد فرماتے ہیں کہ عورت چوکڑی مار کر بیٹھے گی یا اپنے دونوں پاؤں کو ایک طرف نکال دے گی اور ان کے نزدیک یہی افضل ہے؟ اور یہی امام نخعیؒ، امام ثوریؒ، اور اسحاقؒ کا قول ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ مردوں کی نشست کے زیادہ مشابہ ہے اور عورت کی اکھٹا ہونے اور ملنے میں زیادہ مؤثر ہے۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے ام درداء کے عمل کے اسی جیسے معنیٰ بیان کیے ہیں۔"

(فتح الباری لابن رجب، کتاب الصلاۃ باب سنت الجلوس فی التشھد جزءِ ۶ صفحہ ۶۵)

محمد بن یوسف عبدری مالکی رحمہ اللہ کا بھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

محمد بن یوسف عبدری مالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۹۷ھ) فرماتے ہیں!

وَاَمَّا الْمَرْاَۃُ فَتَكُوْنُ مُنْضَمَّةً مُنْزَوِيَةً فِیْ سُجُوْدِهَا وَجُلُوْسِهَا وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ)

ترجمہ "اور عورت سجدے، جلسے اور پوری نماز میں ملی اور سمٹی ہوئی رہے گی۔"

(التاج والاکلیل لمختصر خلیل، جلد ۲ فصل فی فرائض الصلاۃ)

علامہ احمد بن غنیم مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں؟

علامہ احمد بن غنیم مالکی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۲۵ھ فرماتے ہیں:

غَيْرَ اَنَّهَا تَنْضَمُّ وَلَا تَفْرُجُ فَخِذَيْهَا وَلَا عَضُدَيْهَا وَتَكُوْنُ مُنْضَمَّةً مُنْزَوِيَةً فِیْ جُلُوْسِهَا وَسُجُوْدِهَا وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ يَدْخُلُ فِيْهِ الرُّكُوْعُ فَلَا تَجْنَحُ كَالرَّجُلِ... وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ يَقْتَضِیْ اَنَّهَا تَجْلِسُ عَلٰى وَرِكِهَا الْاَيْسَرِ وَفَخِذِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَضُمُّ بَعْضَهَا لِبَعْضٍ عَلٰى قَدْرِ الطَّاقَةِ بِخِلَافِ الرَّجُلِ وَهُوَ رِوَايَةُ اِبْنِ زِيَادٍ عَنْ مَالِكٍ).

(ترجمہ: "البتہ عورت اپنے اعضاءِ کو ملائے گی اور اپنی رانوں کو اپنے پہلوؤں کو جدا نہیں رکھے گی بلکہ اپنے اعضاء کو ملاکر اور اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھے گی قعدہ کی حالت میں بھی اور سجدہ کی حالت میں بھی اور نماز کی سب حالتوں میں، اور رکوع بھی اس میں داخل ہے۔ کہ وہ رکوع میں مرد کی طرح نہیں جھکے گی۔ اور عورت کو سب حالتوں میں اپنے اعضاء کو

ملاکر اور سمیٹ کر رکھنے کے الفاظ اس کا تقاضا کرتے ہیں کہ عورت اپنی بائیں سرین پر بیٹھے گی اور اپنی دائیں ران بائیں ران پر رکھے گی اور دونوں رانوں کو حسب قدرت باہم ملاکر رکھے گی۔ مگر مرد کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ حضرت ابن زیاد نے حضرت امام مالک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

(الفواکہ الدوانی مع متن ملخصاً ج۱ باب صفۃ العمل فی الصلواۃ المفروضۃ)

علمائے اہل حدیث سے بھی مرد و عورت کی نماز میں فرق کا ثبوت ہم نے فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۲۷ اور ۲۸ فتاویٰ علمائے اہل حدیث جلد سوم صفحہ ۱۴۹ سے اوپر پیش کرچکے ہیں اب ہم مشہور اہل حدیث عالم علامہ وحید الزمان صاحب کا حوالہ پیش کرتے ہیں وہ اپنی کتاب لغات الحدیث میں تحریر فرماتے ہیں:

(اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَۃُ فَلْتَحْتَفِزْ اِذَا جَلَسَتْ وَاِذَا سَجَدَتْ وَلَا تُخَوِّیْ كَمَا یُخَوِّیْ الرَّجُلُ)

ترجمہ: ’’عورت جب نماز پڑھے تو جلسہ اور سجدہ میں سمٹ کر رہے اور مرد کی طرح نہ پھیلائے (یعنی جیسے مرد سجدے میں اپنا پیٹ رانوں سے علیحدہ رکھتا ہے اور بازو پہلو سے جدا رکھتا ہے)

(لغات الحدیث جلد اول کتاب ’ح‘ صفحہ ۹۸ مطبوعہ، میر محمد کتب خانہ کراچی)

اسی طرح مشہور اہل حدیث عالم علامہ وحیدالزمان صاحب کا ایک اور بھی حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

(اِلَّا اَنَّ الْمَرْأَۃَ تَرْفَعُ یَدَیْهَا عِنْدَ التَّحْرِیْمِ اِلٰی ثَدْیَیْهَا وَلَا تُخَوِّیْ فِی السُّجُوْدِ كَالرَّجُلِ بَلْ تَنْخَفِضُ وَتَلْصِقُ وَتَضُمُّ بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا)

ترجمہ: ’’مگر اتنی بات ہے کہ عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتی تک اٹھائے گی اور سجدے میں مرد کی طرح پیٹ کو زمین سے اونچا نہیں رکھے گی بلکہ پست رہے گی اور اپنے پیٹ کو دونوں رانوں سے چپکا لے گی۔‘‘

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار جلد اول صفحہ ۸۵)

یہ ان کے اپنے گھر کا فیصلہ تھا جو پیش کیا گیا۔ اب مانے یا نہ مانے یہ ان کی اپنی بات ہے۔

قارئین کرام! حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ العالیہ نے اپنی کتاب خواتین کا طریقہ نماز میں فرق سے متعلق جو احادیث مبارکہ پیش کی ہیں وہ اصول حدیث کی روشنی میں بالکل صحیح صریح اور غیر معارض ہیں۔ مزید تائید میں اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی پیش کیا ہے اور اسی طرح اقوال تابعین وتبع تابعین سمیت محدثین وفقہائے امت اور الغرض سواد اعظم اہل سنت والجماعت کی تصریحات باحوالہ پیش کی ہیں۔ اور جن احادیث پر جرح کی گئی ہے ان کی توثیق ہماری طرف سے اصول حدیث کی روشنی میں پیش کی گئی ہے۔ لہٰذا جو کاوش جناب ابو انشاء قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب نے اور محترم جناب حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے حضرت والہ مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی کے رسالے خواتین کا طریقہ نماز کے خلاف الگ الگ پیش کی ہے وہ فضول اور بے فائدہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اس عنوان پر کوئی ایک بھی صریح حدیث پیش نہیں کرسکے اور نہ تاقیامت پیش کرسکتے ہیں۔ جس میں یہ صراحت، یا وضاحت ہو کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں! باقی ان دونوں حضرات نے ایک مشترکہ اپنا ناقص قیاس پیش کیا ہے جو حدیث "صلو کما رایتمونی اصلی" سے انہوں

نے اخذ کیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ باقی اس حدیث پر الحمدللہ تفصیلی بحث اوپر ہوچکی ہے وہیں پر ملاحظہ فرمائیں گے تو انشاء اللہ اصل حقیقت واضح طور پر کھل کر سامنے آجائے گی۔ اب یہ ذمہ داری منصف قارئین کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں دیئے گئے طرفین کے دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے حق وسچ بات کو اختیار کریں اور اپنے لئے دنیا و آخرت کی سلامتی وعافیت کا راستہ متعین فرمائیں۔

(اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَالْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم)

مشتاق احمد جتوئی لاڑکانہ خادم علمائے حق ۲۷ جولاء ۲۰۰۸ع

کتاب کی تکمیل کے لئے جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں جن کی مختصر فہرست پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف مع شرح نووی (۳) ترمذی شریف (۴) سنن ابو داؤد (۵) سنن نسائی (۶) ابن ماجہ (۷) دار قطنی (۸) سنن الکبریٰ للبیھقی (۹) مصنف ابن ابی شیبۃ (۱۰) اعلاء سنن (۱۱) آثار سنن نیموی (۱۲) حدیث اور اہل حدیث مصنف انوار خورشید (۱۳) تجلیات صفدر (۱۴) فتوحات صفدر (۱۵) مجموعہ رسائل استاذالمکرّم مناظر اہل سنت محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۶) مرد و

عورت کی نماز میں فرق کا ثبوت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب۔ (۱۷) خواتین کا طریقہ نماز حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہ العالیہ۔ اور اصول حدیث میں سے میزان الاعتدال تہذیب التہذیب تقریب التہذیب لسان المیزان، تذکرہ الحفاظ، اکمال الاکمال وغیرہ۔

کتاب کی طوالت کے ڈر سے کافی سارے حوالہ جات نقل کرنے سے قاصر رہا ہوں۔


Printed by: Nawaz & Sons